ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۴ مئی ۱۹۸۲ء
ڈیڑھ روپیہ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین، لاہور
27/46

حدیث اور معاشرت

ترجمہ : محمد منصور الزمان صدیقی

نماز با جماعت

ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں جماعت سے نماز نہ پڑھ سکوں گا کیونکہ فلاں شخص ہم کو طویل نماز پڑھاتا ہے۔ آپؐ یہ سن کر ناراض ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"لوگو! تم کو کیا ہو گیا ہے تم سختیاں کر کے لوگوں کو (مذہب اور دین سے) متنفر کر رہے ہو۔ یاد رکھو جو شخص نماز پڑھائے اس کو چاہیئے کہ وہ (ارکان نماز کے ادا کرنے میں تخفیف کرے کیونکہ مقتدیوں میں مریض بھی، کمزور بھی اور حاجتمند بھی ہیں۔" (بخاری)

جھوٹی حدیث

مجھ پر جھوٹ کا (طوفان) نہ باندھنا (یعنی میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے لوگوں کو نہ سنانا) کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا ضروری ہے وہ دوزخ کی آگ میں داخل ہو جائے۔

(بخاری)

مسلمان کا قتل کفر ہے

لوگو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم میں ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگے۔ (بخاری)

ریشمی لباس

ایک مرتبہ ایک ریشمی جبہ آپؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا گیا جو پشت پر سے پھٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے زیب تن فرما لیا اور اس سے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے اس جبہ کو نفرت انگیز سختی سے اتار ڈالا۔ اور فرمایا کہ یہ کپڑا پرہیزگاروں کے لئے نہیں ہے۔

(بخاری)

قبلہ کی طرف تھوکنا

ایک مرتبہ آپؐ نے قبلہ کی طرف بلغم پڑا ہوا دیکھا آپؐ کو بے حد شاق گذرا اور آپؐ نے خود اپنے دست مبارک سے اس کو صاف کیا اور فرمایا، تم میں سے جب کوئی اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ گویا اپنے رب سے مناجات کرتا ہے یا اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں چاہیئے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکے بلکہ دائیں جانب تھوکے یا اپنی چادر (رومال وغیرہ) میں تھوک لے (بخاری)

گھر کو قبر نہ بناؤ

فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ ان میں کچھ نمازیں (نفل) پڑھا کرو۔ (بخاری)

یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ (بخاری)

مسجد کی تعمیر کرانا

جو شخص خدا کی رضامندی کے لئے مسجد بنائے۔ خداوند تعالےٰ اس کے لئے جنت میں اسی کی مثل مکان بنا دیتا ہے۔ (بخاری)

بہترین صدقہ

وہ صدقہ ہے جس کو تم اس وقت دو جبکہ تندرست ہو۔ مال کے حریص ہو۔ دولت مندی کے شائق ہو اور فقر و افلاس کا خوف ہو۔ صدقہ میں تاخیر نہ کرو۔ یہاں تک کہ جان حلق کے اندر آ جائے (یعنی موت) اس وقت کہو کہ فلاں کو اتنا دے دینا اور فلاں کو اتنا دے دینا۔ حالانکہ وہ

سینائی سے اسرائیلی افواج کا انخلاء

ان دنوں کی اہم ترین خبر مصری علاقہ سینائی سے اسرائیلی افواج کا انخلاء ہے۔

خلافت عثمانیہ کی بربادی کے بعد بین الاقوامی سازشوں کے بل بوتے پر عربوں کے قلب و جگر میں یہودیت کا خنجر پیوست کیا گیا جب سے اب تک عربوں کی اس سے متعدد لڑائیاں ہو چکی ہیں ۶۷ء کی جنگ اس اعتبار سے ازحد پریشان کن تھی کہ دنیائے عرب کا بڑا علاقہ یہودیوں نے ہتھیا لیا —— اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں السید جمال عبدالناصر پر جنہوں نے اس شکست کی ذمہ داری قبول کر کے استعفیٰ دے دیا۔ لیکن پوری دنیائے عرب میں ان کی واپسی کا مطالبہ ہوا نتیجۃً انہیں استعفیٰ واپس لینا پڑا۔ اس کے بعد اردن کی زمین پر اردنی افواج کے ہاتھوں تحریک آزادی فلسطین کے کارکنوں کے قتل کے سانحہ نے انہیں ہلا کر رکھ دیا۔ یہ سانحہ اس لئے بھی افسوسناک تھا کہ اس میں ہمارے یہاں کے بعض پردہ نشین بھی شامل تھے بہرطور ناصر مرحوم اس حادثہ کی نذر ہو گئے۔ انہوں نے اپنی حیات مستعار کے آخری لمحات میں اپنی حکمت عملی تبدیل کرنے کا اظہار تو کیا لیکن عملاً ایسا نہ کر سکے تا آنکہ ان کے معتمد خصوصی صدر انور السادات مرحوم نے پوری عرب برادری کی ہولناک مخالفت مول لے کر وہ کام کیا جس کی اہمیت کا عام لوگوں کو اندازہ نہ تھا۔ اس وجہ سے مرحوم سادات کو ایک مخصوص طبقہ کے غیظ و غضب کا شکار ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ ان کی جان اسی وجہ سے گئی اور عقل و شعور سے عاری قاتل اس بات کو اپنا کارنامہ قرار دے کہ اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ ناصر نے جس بات کا اظہار کیا سادات نے اسے عملاً پورا کر دکھایا

اور اب حسنی مبارک نے اسی پالیسی پر عمل پیرا رہ کر سارا سینائی خالی کرا لیا ــــ اگر دنیائے عرب اسی طرح اجتماعی سوچ کے ساتھ آگے بڑھے تو انشاء اللہ ان کی مشکلات کا قضیہ جلد نمٹ جائیگا۔ بہرطور ہم مصری بھائیوں کو اس فتح و کامیابی پر ہدیہ تبریک پیش کرتے اور عالم اسلام کی بہتری کے لئے دعاگو ہیں۔

اساتذہ اور طلبہ

اساتذہ کا مسئلہ اتنے دنوں سے الجھا ہوا ہے غریب اساتذہ کی تنخواہیں بند ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بیوروکریسی نے اساتذہ کی ہڑتال کو اپنی ناک کا مسئلہ بنا کر اس بھاؤ کو بڑھایا ہے۔ ان سطور کے چھپنے تک کیا ہوگا؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ مظلوم طبقہ جو قوم کے بچوں کو علم کی روشنی سے منوّر کرتا ہے وہ ہماری ہمدردیوں کا مستحق ہے۔ صدر ضیاء الحق اور مرکزی وزیر تعلیم کو ذاتی دلچسپی لے کر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہئے اور اساتذہ کے بقایا جات کی فوری ادائیگی کا اہتمام کرکے انہیں معاشی الجھنوں سے بچانا چاہئے اور ان کے جائز اور مبنی برحق مطالبات کو پورا کرنا چاہئے۔

اساتذہ کے ساتھ طلبا کے حلقوں میں اضطراب بڑھ رہا ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ غیر محتاط اخباری رپورٹنگ کا ردِّ عمل جس شکل میں ہوا وہ مناسب نہ تھا لیکن اب جبکہ اخباری برادری اور طلبہ میں صلح ہو گئی ہے تو انتظامیہ کو چاہئے، کہ وہ بات کو بڑھاتے نہیں اور طلبہ کے معاملہ میں پدرانہ شفقت کا مظاہرہ کرے۔

میر رسول بخش تالپور

ایک شریف، باوقار اور علم دوست انسان کی حیثیت سے میر رسول بخش تالپور کا نام زندہ تھا۔ زندہ رہے گا گو کہ میر صاحب خود یکایک دل کے ہاتھوں ہار کر اگلی دنیا کو سدھار گئے۔

ہمیں مرحوم سے کسی دَور میں بھی ذاتی نیازمندی یا دوستی کا تعلق نہیں رہا لیکن ہر چھوٹے بڑے سے ان کی خوبیاں سنیں۔ بلند مقاصد کے لئے جیل یاترا، قومی تحاریک میں حصہ داری اور غریب پروری جیسے معاملات ایسے تھے جنہوں نے میر صاحب کو یہ مقام بخشا تھا کہ ہر آدمی ان کا احترام کرتا۔

افسوس کہ موت کا بے رحم ریلا اس سدا بہار انسان کو بہا کرلے گیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ــــ ان کے برادر بزرگ مرکزی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور اور دوسرے متعلقین و لواحقین کو یہ صدمہ سہارنے کی توفیق دے۔ آمین!

انتقال پُر ملال

ہمارے ایک بڑے ہی مخلص اور کرمفرما حکیم صابر شاہ صاحب آف گھنگھوال ضلع سرگودھا اچانک انتقال کر گئے ــــ مرحوم قبلہ جدامجد حضرت الحاج حافظ غلام یاسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور مجاہد حریت جناب حکیم سیفی صاحب مرحوم کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ بڑے مخلص، مسلک میں پختہ اور اہل حق کے خادم تھے۔

اسی طرح ہمارے خدام الدین کے دیرینہ کرمفرما اور حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے دیرینہ نیازمند منشی امام بخش صاحب (جناب محمد عبداللہ ظفر اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر ڈیرہ غازی خان کے والد) انتقال فرماگئے۔

ہر دو حضرات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(علوی)

۳۰ر اپریل ۸۲ء

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب

علویؔ

ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیدُ اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد از خطبہ مسنونہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا ۔

صدق اللّٰہ العلیّ العظیم۔

محترم حضرات و معزز خواتین! آج سن عیسوی کے چوتھے مہینہ اپریل کی ۳۰ر تاریخ ہے تو کل پانچویں مہینہ مئی کی یکم تاریخ ہوگی برصغیر ہند و پاکستان کے حوالے سے یہ مہینہ انتہائی اہم ہے اور آپ حضرات خدام الدین کے سابقہ شمارہ میں بعض اہم ترین قومی واقعات پر ادارتی نوٹ ملاحظہ فرما چکے ہوں گے ــــ آج جس مقصد کی خاطر میں آپ سے کھل کر گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ ہے اسلامی نقطۂ نظر سے آجر و اجیر کا باہمی معاملہ، ان کے حقوق و فرائض اور صنعتی میدان میں حالات کی بہتری اور اصلاح۔

وجہ و ضرورت

ہم بحمد اللہ اسلام کے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اپنی ہزار عملی کمزوریوں کے باوجود۔ دین کے دور ہونے کی ہم اپنے خالق حقیقی سے درخواست کرتے ہیں۔) یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ اسلام وہ دینِ فطرت اور نظام عدل ہے جو کل کی طرح آج بھی دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کر سکتا ہے۔ شرط عمل ہے نعرہ بازی نہیں اس لیے دعوت و تبلیغ کے میدان میں ہم نے ہمیشہ ان مسائل پر گفتگو کی لیکن افراط و تفریط کی مصیبتوں سے بچ کر، ہم نہ تو اس بات کے قائل ہیں کہ کوئی اپنے حقوق کا تقاضا کرے تو جھٹ اسکو کفر کے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے اور نہ اس کے حامی ہیں کہ فرائض سے پہلو تہی کر کے محض حقوق طلبی کا ہنگامہ بپا کیا جائے۔ جب افراط و تفریط کا عفریت منہ کھول لیتا ہے تو پھر مصائب جنم لیتے ہیں جن کا ردِّ عمل خوفناک ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل شکاگو نامی ایک شہر میں حقوق طلب کرنے والے مزدور بھائیوں پر گولی چلی۔ ظاہر ہے گولی چلانے والی وہ انتظامیہ تھی جو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفاد کی ضامن تھی اور جسے اپنے ملک کی بڑی آبادی کے دکھوں کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ اس افسوسناک واقعہ میں کچھ مزدور کام آ گئے بہ حیثیت انسان تمام تر ہمدردی کے باوجود ہم انہیں شہید تسلیم کرنے کو تیار نہیں کیونکہ شہادت وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کی بنیاد ایمان و عقیدہ دینی ہے اس کے بغیر شہادت سے سرفرازی ناممکن ہے ــــ بدقسمتی سے وہ مزدور دولتِ اسلام سے محروم تھے اس لیے اپنے مقصد کی خاطر ان کے جذبات کا احترام کرنے کے باوجود انہیں شہید قرار دینا کم از کم ہمارے بس میں نہیں۔ لیکن ان سے نفرت، یہ بھی غلط ہے اور یقین کریں کہ کمیونزم جیسی مصائب کی پہلی سیڑھی ہی نفرت ہے روس جو کمیونسٹ دنیا کا قائد و سردار ہے اس میں بھوک افلاس کی ماری ہوئی قوم کے ساتھ حقارت آمیز سلوک ہوا اور ایسا کرنے والوں میں جہاں جابر و مستبد حکمران تھے وہاں وہ مذہبی طبقہ بھی تھا جو گرجا کی چار دیواری میں تو سرمایہ دار اور ظالم کو جناب یسوع مسیح کے اقوال کے مطابق مجرم ثابت کرتا انہیں سانپ اور بچھو قرار دیتا اور اللہ تعالیٰ کی جنت سے محروم کہتا لیکن وہاں سے نکل کر

اس کا محافظ و نگران بنتا ۔ اور "نظریۂ ضرورت" کے تحت اس کے جبر کو "آسمانی سند" فراہم کرتا ــــ یہ مصیبتیں ہیں ۔ جنہوں نے دنیا کا امن تباہ کر دیا اور دنیا کے نام نہاد بڑوں کی کشاکش اور فی الحقیقت ملی بھگت نے انسانیت کو خوف و ہراس اور پریشانی و بے اطمینانی کے غار میں دھکیل دیا اور اس سے بڑا المیہ اسلام کے نام لیواؤں کا طرزِ عمل ہے ۔ یہ بیادری نام محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ کا لیتی ہے لیکن اس ذاتِ پاک کی تعلیم سے اس سے زیادہ اور بھی کوئی نہیں ؟ عقیدۂ توحید جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہٖ وسلم نے بے پناہ تکالیف برداشت کیں مسلمان معاشرے میں وہی عقیدہ سب سے زیادہ مجروح ہے ــــ وہ ذات پاک پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد کرتی لیکن اس قوم کے لیے محل سراؤں کا عیش و تنعم پاؤں کی زنجیر بن گیا ۔ آج کا بوڑھا ہو یا جوان ، مرد ہو یا عورت ، وہ فکری گمراہی اخلاقی بے راہ روی اور بے عملی کا بری طرح شکار ہے ، فرائض دینی سے غافل ، اخلاق و کردار سے محروم اور شرافت و نجابت سے کوسوں دور ، ہر معاملہ میں افراط و تفریط اس کا ... بن کر رہ گیا ۔ آجر و اجیر کے معاملہ میں یہی کچھ ہوا اسی وجہ سے صنعتی دنیا میں امن ناپید ہو گیا اور ملوں کے ریشم کے ڈھیر بننے کے باوجود دخترانِ وطن تار تار کو ترس رہی ہیں ۔

یکم مئی جس دن شکاگو کے مزدور موت کی آغوش میں گئے اس کی مناسبت سے دنیا میں یہ دن مزدوروں کا دن قرار پایا ــــ ہم نے سوچا اس موقع پر برادرانِ دین کو یہ سمجھا دیں اور بتلا دیں کہ جس طرح ہر طبقہ کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ اسلام ہے اسی طرح مزدور کو چین ملے گا تو اسی کی گود میں ۔ لیکن ایک بار پھر یہ سن لیں کہ ایسا عمل سے ہوگا نعرہ بازی سے نہیں ــــ مزدور کے حقوق و فرائض پر گفتگو سے قبل ذرا رزقِ حلال پر چند گذارشات سماعت فرمالیں ۔

رزقِ حلال و طیب

سورۂ بقرہ کی آیت کا جو ٹکڑا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس میں تمام انسانی برادری کو رزق حلال کھانے کا حکم ہے پھر چند آیت بعد خاص مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی اور انہیں خاص طور پر اس کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ سورۂ مومنون میں انبیاء علیہم السلام جیسی جماعت کو اس کا حکم ہے ۔ حالانکہ یہ جماعت ایسے قدسی حضرات کا نام ہے جو مشتبہ چیز کے قریب بھی نہیں جاتے لیکن یہ تاکیدات اس معاملہ کی اہمیت کے لیے ذکر کی گئیں ۔ دوسرے انداز سے دیکھیں تو کہیں قرآن و حدیث میں ملاوٹ سے رکاوٹ و مخالفت کا حکم ہے ۔

سنن ترمذی میں ہے :-

حضور علیہ السلام غلہ کے ڈھیر کے پاس سے جو گذرے اور اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کو نمی محسوس ہوئی مالک سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ بارش کے سبب یہ نمی ہے ۔ رسالتمآب کا سوال یہ تھا کہ تر شدہ حصہ کو اوپر کیوں نہ رکھا ؟ تاکہ خریدار دیکھ لیتے اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا ۔

مَنْ غَشَّ فَلَیْسَ مِنَّا

جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں (روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اسی سلسلہ کی ایک لعنت ذخیرہ اندوزی ہے ۔ سنن ابن ماجہ میں ہے ۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ذخیرہ اندوز ، خطا کار ہوتا ہے (روایت معمر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سنن ابن ماجہ میں ہی ہے کہ جو اشیاء ضرورت لوگوں سے روک لے اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے ــــ کم تولنے کی بیماری ہے تو جہاں قرآن مجید میں جابجا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی اس بے اعتدالی اور اس پر عذاب کا ذکر ہے ۔ وہاں سورۂ مطففین کی ابتداء ایسے لوگوں کے ذکر سے ہے اور فرمایا کہ ایسے لوگ خرابی کا شکار ہوتے ہیں اس سلسلہ کا ایک خوفناک مرض رشوت ہے آج پورا معاشرہ اس لعنت کا شکار ہے ۔ سورۂ بقر کی آیت ۱۸۸ میں اس سے

سختی سے روکا گیا تو مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے بقول حضور علیہ السلام نے رشوت لینے والوں کو مستحق لعنت قرار دیا ۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول حضور علیہ السلام نے فرمایا جس قوم میں سود رواج پا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دے گا اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے گی ۔ اس پر رعب اور خوف طاری ہو جائے گا ۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۲۰۵) اختیارات کا غلط استعمال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے سرکاری گاڑی اور سرکاری ملازمین ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کئے جائیں جیسا کہ عام طور پہ ایسا ہوتا ہے تو ایسا رزق کب حلال رہے گا ۔؟

کام چوری کا مرض اتنا عام ہے کہ تو یہ بھلی اور صنعتی میدان میں جو ابتلا اور افراتفری ہے اس میں جہاں سرمایہ دار کی ہوس ، خدا خوفی سے بے نیازی ، اخلاقی قدروں سے محرومی اور ظلم و جبر ہے وہاں مزدور کی کام چوری بھی ہے ۔ مزدور بھائی برا نہ منائیں ۔ ان کے ساتھ ہمیں ہمدردی ہے ان کی محبت میں اس ملک کے سرمایہ دار اور اس کے ایجنٹ کا ہر ظلم ہم نے برداشت کیا لیکن یہ بات کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ حقوق طلبی کے ساتھ ساتھ فرائض کی بجا آوری کا بھی احساس کریں اس کے بغیر زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ سلامت نہ رہ سکے گا اور ظاہر ہے ایسی گاڑی کبھی منزل مقصود پہ نہیں پہنچ سکتی ۔ اس ضمن میں چند ارشادات سن لیں ۔

مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۳۴ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے ۔ کہ حضور قائدنا الاعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ واصحابہٖ وسلم فرماتے ہیں ۔ بہترین کمائی کمانے والے ہاتھ کی ہے جب وہ کام خلوص سے کرے اور اسی کتاب کی جلد ۴ صفحہ ۱۴۰ پر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے ۔ امام الانبیاء ، خاتم المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہٖ وسلم سے سوال ہوا ۔ سب سے پاکیزہ کمائی کونسی ہے ؟ فرمایا ! آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت ، اسی طرح ام المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ کی روایت صاحب سنن ابن ماجہ نے نقل کی کہ آپ نے فرمایا سب سے پاکیزہ کھانا جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے ۔

مفت خوری

اس سلسلۂ کلام میں مفت خوری بھی آتی ہے اس کی ایک شکل گداگری ہے تو ایک شکل مختلف النوع فنکاروں کے وہ وظائف ہیں جو خزانہ ملکی پہ بوجھ ہوتے ہیں ۔ کسی آرٹسٹ نے کسی صاحب بہادر کی اچھی تصویر بنا دی تو ملکی خزانہ کو نانا جی کی دوکان سمجھ کر دس بیس ہزار کا انعام دے دیا ۔ کسی شاعر کا قصیدہ پسند آگیا تو اس کے ساتھ ایسا کر دیا ۔ ــــ یاد رکھیں سازندہ ہو یا سارنگی بجانے والا ، شاعر ہو یا مصور اور ان کے علاوہ کوئی بھی ، جس طرح بھیک قومی اور اخلاقی جرم اور ضلالت و رذالت ہے ۔ یہی معاملہ ان وظائف کا ہے ہاں کوئی صاحب بوڑھے ہو گئے ، کوئی اپاہج ہے ، معذور ہے تو ایسی شکلوں میں بیت المال ان کی ضرورتوں کا ضامن ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوڑھے مجوسی کا جزیہ معاف کر کے الٹا بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا ۔ اور فرمایا تھا کہ ان کی جوانیوں میں ہم نے ان سے جزیہ لیا تو بڑھاپے میں یہ ہمارے تعاون کے مستحق ہیں لیکن اس استحقاق کا تعلق محض انہی افراد سے ہے جو کما نہ سکیں اور کچھ نہ کر سکیں ۔

مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۹۸ کی روایت میں جہاں حضور علیہ السلام کا خطبہ درج ہے وہاں دینے والے ہاتھ کو لینے والے ہاتھ سے بہتر قرار دینے کا مقصد اسی طرف توجہ دلاتا ہے کہ لوگ محنت کی عادت ڈالیں گداگری اور مفت خوری سے بچیں ۔ (روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا " مانگنے سے یہ بہتر ہے کہ آدمی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائے اور اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرے ۔ مفت خوری سے انسانی صلاحیتیں غارت ہوتی ہیں ، سستی ، تکاسل اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے ۔ پھر انسان ہر آنے جانے والے پر نظر رکھتا ہے اور اسی ادھیڑ بن میں رہتا ہے کہ

شاید مجھے جیب سے نذرانہ نکال کر دے رہا ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بغیر ضرورت سوال گویا دہکتے انگارے کھانا ہے۔ (مسند احمد جلد ۴، صفحہ ۱۶۵) ناگزیر مجبوری میں سوال کی اجازت بھی ہے جیسا کہ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ پر ہے لیکن بچنا بہرطور بڑا کام ہے اسی کتاب کی جلد ۳ صفحہ ۹ پر ہے کہ جو اپنے آپ کو دنیا سے بے نیاز کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دیتے ہیں جو سوال سے بچے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے ایسی صورت سے بچائیں گے۔ جو خود کفالتی کا متمنی ہو وہ ہو جائے گا۔ سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیک مانگنے والے کا چہرہ خارش زدہ ہوگا اور ایک روایت ہے کہ ایسا کرنا اپنے چہرے کو زخم لگانا ہے۔

حرام کمائی کے متعلق حرف آخر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ میرے آقا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم کر دیا جیسے اس نے رزق بانٹ دیا۔ دنیا کا معاملہ ایسا ہے جو اللہ کو پسند ہے اسے بھی دیتا ہے اور جو ناپسند ہے اسے بھی دیتا ہے لیکن دین محض اسے ملتا ہے جو اسے پسند ہو قسم ہے اللہ کی کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان تسلیم و رضا کا شیوہ نہ اختیار کرلیں۔ اور مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ ہو۔ شرارتوں کی وضاحت ظلم و زیادتی سے کی اور مزید فرمایا حرام خرچ کرنے والا برکت کا سوچے تو ناممکن۔ وہ حرام سے خیرات کرے اور اللہ قبول کرے؟ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسی دولت چھوڑ کر مر جانے والا گویا اپنی جہنم کا زاد راہ چھوڑ کر گیا۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۷ میں ہاتھ کی اچھی اور پاکیزہ کمائی سے راہ خدا میں خرچ کا حکم ہے اور فرمایا گیا ہے جب تم نکمّا مال نہیں لیتے تو دیتے کیوں ہو۔؟ (مفہوم) اور پھر جناب صادق و مصدوق نے ایسی بات کہی کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ ارشاد ہے لوگوں پر ایسا دور آنے والا ہے کہ مال لیتے وقت حلال و حرام کی تمیز نہ ہوگی اور حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سُنا۔

حلال واضح و ظاہر ہے، اسی طرح حرام، ان کے درمیان بعض چیزیں مشتبہ ہیں ان سے بچنا اپنے دین اور آبرو کو بچانا ہے اور ان میں پڑ جانا حرام میں مبتلا ہونا ہے کھیت کے باڑے کے پاس بکریاں چرائیں تو وہ کھیت میں بھی جا گھسیں گی۔ خبردار ہر بادشاہ کی باڑ ہوتی ہے اللہ کی باڑ، حرام چیزیں ہیں (کہ ان میں مبتلا ہو کر رُوح زخمی ہو جائے گی) (بخاری شریف)

ان سے حقائق پر غور کریں تو اسی ضمن میں مزدور کی بات سمجھ آجائے گی وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتا ہے اس کی کمائی بڑی بابرکت ہے لیکن جب وہ کام چور بنے گا فرائض سے جی چرائے گا وقت پر نہیں آئے گا اور وقت سے پہلے چلا جائے گا کام کرنے میں خلوص نہیں برتے گا۔ میٹریل ضائع کرے گا تو پھر معاملہ دگرگوں ہوگا اور اگر ذمہ داری اور خلوص سے پابندیٔ وقت کے ساتھ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر ہوگی۔ معاشرہ اس کو آنکھوں پر بٹھائے گا۔ پھر سرمایہ دار اور صنعتکار کے ظلم و جبر کو دفع کرنا آسان ہوگا۔ بلکہ وہ ذرا حوصلے سے کام لے تو سرمایہ دار اپنی بنائی ہوئی چتا میں جل کر رہ جائیگا۔

سرمایہ دار کا معاملہ

محترم حضرات اس میں شک نہیں کہ عقیدہ کے عدم استحکام، اعمال صالحہ سے فرار اور اخلاقِ حسنہ سے گریز نے جہاں سارے معاشرے کی چولیں ڈھیلی کر دیں وہاں سرمایہ دار کا معاملہ بہت دگرگوں ہے اس کا معبود و مقصود اور سب کچھ دولت ہے اور وہ اس میں اندھا ہے وہ نامراد، مزدور کے خون سے اپنا محل تعمیر کرتا ہے لیکن مزدور کو پورا اجر و معاوضہ نہیں دیتا وہ گلشن اقبال سے لے کر

شادمان تک اور شادمان سے پارک وے تک جدید بستیاں اور عشرت کدے تعمیر کرتا ہے۔ وہ ناؤ نوش کی محفلیں رچاتا، کسٹم افسروں اور دوسرے متعلقہ محکموں کے افسروں سے مل کر الّلے تلّلے کرتا ہے بلاشبہ دولت نے اس کو قساوتِ قلبی اور دنائت و بدبختی کی آخری سٹیج پر لا کھڑا کیا ہے اور پھر بدقسمتی سے انتظامیہ اس کی محافظ ہے اور وہ انتظامیہ کے بے ننگ و نام راشی، بددیانت اور کام چور افسروں کی گناہ آلود راتوں کے لیے راتب کا اہتمام کرتا ہے اور معاشرے کا خدانا آشنا پیر اور بے ننگ و نام واعظ گلوکار کے انداز میں وعظ کہہ کر اس کی کوٹھی میں رات گذارتا، اور صبح پادری کی طرح اسے جنت کا پروانہ دے کر چل کھڑا ہوتا ہے لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود مزدور بھائی سب یہ کتنا ضروری ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں بُرا بننے سے بچنے کے لیئے اوقات و فرائض کا لحاظ رکھیں، سچ پوچھیں تو وہ مزدور جو دیانت داری سے کام کرتا، اپنی اہلیہ اور بچوں کا پیٹ پالتا اور نماز روزہ کی پابندی کرتا ہے خدا کی بارگاہ قدس کا مقرب ہے اس کی جوتی کی نوک پر وہ ارباب علم و معرفت قربان کئے جا سکتے ہیں جو شاہوں کی چوکھٹ پہ سجدہ ریز ہوتے اور سرمایہ دار کے دسترخوان کے ریزوں پر تنور شکم کا سامان فراہم کرتے ہیں — مزدور بھائیو! سب سے پہلے اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کرو۔ وہ سب سے بڑی متاع ہے۔ ایسی متاع جو آج بھی کام آنے والی ہے تو کل بھی۔ مارکس و لینن کی تھیوریاں تمہارے دکھوں کا علاج نہیں یہ وہ سبز باغ ہیں۔ جن کا شکار ہونے والا ایمان جیسی متاع گراں بہا اور اخلاق کی دولت عظمیٰ سے محروم ہو کر قرون مظلمہ کا مادر پدر آزاد انسان بن جاتا ہے۔ یاد رکھو جس طرح سرمایہ دارانہ ذہنیت یہودی فکر و کاوش کی عکاس ہے اسی طرح یہ اجتماعی سرمایہ داری بھی اسی مغضوب و مردود قوم کی سوچ ناپاک کا نتیجہ ہے اس میں شک نہیں کہ سرمایہ داری نظام میں تمہارا استحصال ہوتا ہے تمہارا ہی کیا یہ طبقہ تو سب کا دشمن ہے۔ لیکن ایک دشمن سے گلو خلاصی کرانے کے لیے دوسرے دشمن کی گود میں گرنا عقل مندوں کا کام نہیں۔

اصلاح کا طریق

یاد رکھو تمہارے مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پر ہے وہ حکومت جو اسلام کے نظامِ عدل کی علمدار و پاسدار ہو منافقین کی طرح گلے پھاڑ پھاڑ کر وعظ و نصیحت کرنے والی انتظامیہ اور سڑکوں کے کنارے خوبصورت سائن بورڈ لگوانے والے افسران اور ان کے گماشتے اسلام کے نمائندے نہیں ہوتے، اسلام کے نمائندے ہونے کا معنیٰ ہے کہ قومی اور ذاتی ضرورت کے لئے چراغ الگ الگ ہو۔ قلم پنسل جدا جدا ہو۔ سٹیشنری الگ الگ ہو۔ قوم کے سرمایہ پہ مقامات مقدسہ پر جا کر قلب و نظر کی بیٹریاں چارج کرانا دین نہیں، نمائشی سائیکل چلانا اور قوم کے دل و دماغ پہ جبر کے پہرے بٹھانا دین نہیں۔ دین اس عمل و کردار کا نام ہے جس کی منادی سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آصحابہ وسلم) نے مکہ و مدینہ کی گلیوں میں کی اور جس کے چلتے پھرتے نمونے صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے — اس نہج کی حکومت تمہارے مفادات اور حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے۔ تنخواہوں کا مناسب اہتمام اور دیگر بنیادی ضرورتیں فراہم کروانا ایسی انتظامیہ کا کام ہے اس انتظامیہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ فریقین کے حقوق و فرائض متعین کرکے اس پر سختی سے عمل درآمد کرائے اور ڈنڈی مار سرمایہ دار کی اکڑی ہوئی گردن اور رشوت دے کر فائل دبوانے والا ہاتھ قلم کر دے وہ ایسی عدالتوں کا انتظام کرے جو فی الفور جھگڑوں کو نمٹائیں، ایسا نہ ہو کہ دادا رٹ دائر کرائے تو پوتا فیصلہ سنے۔ آٹومیٹک پلانٹ کی خریداری سے قبل اس بات کا انتظام کرائے

کہ بے کار ہونے والے مزدوروں کا کیا بنے گا؟ ان کی کھپت کے بغیر ایسی مشینری کی اجازت نہ دے۔

تمہارا محسن پیغمبر دنیا کو کہہ رہا ہے کہ اے دنیا والو! یہ تمہارے کارکن تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت تو کر دیا اب اپنے کھانے پینے اور پہننے میں ان کو شریک رکھو۔ ان کی ہمت سے زیادہ کام نہ لو، زیادہ بوجھ ہو تو ہاتھ بٹاؤ۔ (بخاری)

اور وہ نبی خاتم مزدوری کے ساتھ ساتھ منافع میں تمہیں شریک ٹھہرا رہا ہے۔ مثلاً ارشاد ہے "مزدور کو اس کے کام سے بھی حصہ دو۔" اسی طرح ارشادِ نبوی ہے:۔

"دھوپ اور گرمی نیز دھوآں برداشت کر کے تمہارے کارکن نے کھانا بنایا تو اسے کھانے میں شریک کر لو۔" (بخاری)

یہ وہ باتیں ہیں جو تمہیں کہیں نہ ملیں گی ——— یں ضرورت کے تحت

- حکومت سے کہوں گا کہ وہ گومگو کی پالیسی چھوڑ کر سیدھا سادا اسلامی نظام نافذ کرے تاکہ ہر طبقہ مطمئن ہو۔
- سرمایہ دار اور متمول یہ سوچے کہ وہ کل مزدور کے مقام پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ دولت کے بل بوتے پر انسانوں کو حقیر نہ جانے اور ان سے شریفانہ سلوک کرے۔
- مزدور دیانت و خلوص کو اپنا شعار بنائے۔

اس طرح یوم مئی کے حوادثات سے ہم بچ جائیں گے۔ ورنہ یہ المناک واقعات رونما ہوتے رہیں گے۔ اور ہم ان کی روک تھام نہ کر سکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح احوال کی نعمت سے نوازے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

ڈاکٹر سیّد محمّد رضوان اللہ کی کراچی آمد

دارالعلوم دیوبند سے منسلک علماءِ کرام سے اپیل

کراچی ۲۶ر اپریل۔ ہندوستان کی مشہور علمی اور دینی شخصیت ڈاکٹر حافظ قاری سید محمد رضوان اللہ سابق صدر شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی آج کل پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے علی گڑھ یونیورسٹی سے محدث عصر استاذ الاساتذہ "حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی حیات اور علمی کارنامے" پر پی، ایچ، ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ جس پر اترپردیش کی اردو اکیڈمی نے آپ کو خاص ایوارڈ بھی دیا۔ آپ ۷۵ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں صدر شعبہ سنّی دینیات مقرر کئے گئے۔ اور اسکالر شپ پر جامعہ ازھر مصر بھیجے گئے جہاں آپ علمی اور تحقیقی کام کرتے رہے۔ جامعہ ازھر کے عربی ڈیپارٹمنٹ سے "عربی تاریخ اسلامی" میں ڈاکٹ کیا اور "دارالعلوم دیوبند واثرھا الاسلامی فی الہند" کے موضوع پر جامعہ ازہر ہی میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا۔ جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی جانب سے عربی میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اسی مقالہ میں مزید حالات واقعات کی شمولیت کے لئے آج کل آپ پاکستان میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ علماء دیوبند اور ان کے متوسلین حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اپنی معلومات فراہم کر کے ڈاکٹر صاحب موصوف کے ممنون ہوں۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد طیب خطیب سبیل والی مسجد بہادر یار جنگ سے رابطہ قائم کریں۔ اوقات نماز کے علاوہ شام چھ بجے رات نو بجے تک فون نمبر ۵۸ ۱۷۱، پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

شراب پینے کے عذاب

کمال الدّین، مدرسہ جامعہ اسلامیہ، شالامار ٹاؤن لاہور

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تحقیق شراب اور جوا اور تیر جو فال کے واسطے بانٹتے ہیں نجس ہیں۔ شیطان کے کام ہیں۔ پس تم ان سے پرہیز کرو۔ شاید تم بھلائی پاؤ۔ نہیں ارادہ کرتا ہے، مگر شیطان کہ یہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی اور بُغض کو، شراب پینے اور جوا کھیلنے میں اور تم کو پھیر رکھے اللہ کی یاد سے اور نماز سے۔ پس آیا ہو تم باز رہنے والے، یعنی اس سے باز رہو جو چیزیں نشہ والی ہیں۔ وہ شراب میں داخل ہیں۔ حدیث میں ہے کہ جو چیز نشہ لاوے وہ تھوڑی ہو یا بہت حرام ہے۔ شراب پینے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر، اسکے خریدنے والے پر خدا لعنت فرماتا ہے۔

نقل ہے کہ جنّت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے سونگھی جاتی ہے۔ ایسی بُو تین گروہ سونگھنے نہیں پائیں گے۔ شراب پینے والا، ماں باپ کو رنج دینے والا، زنا کرنے والا اگر بے توبہ مرے۔ شراب خور مردار سے بھی زیادہ غلیظ ہو کر قبر سے نکلے گا اور اس کی گردن میں کوزہ لٹکے ہوئے ہاتھ میں پیالہ پکڑے ہوئے اس کے پوست اور گوشت میں سانپ بچھو بھرے ہوئے، پاؤں میں آگ کی دو نعلین پہنے ہوئے۔ ان دونوں نعلین کی سوزش سے اس کا دماغ سوزش کرتا رہیگا اس کی گردن میں آگ کے طوق کی زنجیر ہو گی اور وہ دوزخ میں فرعون و ہامان کے نزدیک رہے گا۔

جو آدمی شراب پیئے اس کی صحبت و محبت سے پرہیز کرو۔ اگر شراب خور بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی مت کرو۔ پس قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی شراب نہیں پیوے گا اور حلال نہیں جانے گا، مگر وہ جو کافر ہوا ہے۔ اس دلیل سے کہ فرمایا آپ نے یعنی جو شراب کو حلال جانے پس وہ تحقیق بیزار ہے مجھ سے اور میں بیزار ہوں اس سے اس لیے حق تعالیٰ اپنی عزّت و جلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ دنیا میں جو شخص شراب پیئے گا یقیناً قیامت میں میں اس کو ایسا پیاسا رکھونگا کہ اس کا دل سوزش تپش سے جلے گا اور اس کی زبان نکل کر اس کی چھاتی پر پڑیگی اور جو شخص دُنیا میں میرے واسطے شراب چھوڑے گا عرش پر خطیرۂ قدس کے مقام پر اس کو میں جنت کی شراب پلاؤں گا۔

نقل ہے کہ جب بندہ ایک مرتبہ شراب پیتا ہے اس کا دِل سیاہ ہو جاتا ہے۔ جب دوسری دفعہ پیتا ہے ملک الموت اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب تیسری دفعہ پیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب چوتھی دفعہ پیتا ہے اسکے نگہبان فرشتے بیزار ہوتے ہیں۔ جب پانچویں دفعہ پیتا ہے حضرت جبرئیل اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب چھٹی دفعہ پیتا ہے اسرافیل اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب ساتویں دفعہ پیتا ہے میکائیل اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب آٹھویں دفعہ پیتا ہے تمام آسمان اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب نویں دفعہ پیتا ہے آسمان کے رہنے والے اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب دسویں دفعہ پیتا ہے جنت کے دروازے اس پر بند ہو جاتے

ہیں۔ جب بارھویں دفعہ پیتا ہے عرش کے اٹھانے والے فرشتے اس سے بیزار ہوتے ہیں۔ جب تیرھویں بار پیتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بیزار ہوتا ہے۔ جس شخص سے خدا اور رسول اور تمام ملائک عرش و کرسی وغیرہ بیزار ہوں پس تحقیق وہ جہنم میں عذاب پانے والوں کے ساتھ ہلاک ہوگا اور جس کے شکم میں شراب جاوے اس کی سات روز کی نماز قبول نہ ہوگی۔ اگر شراب اس کی عقل کو گم کر دے تو حق تعالیٰ چالیس روز کی نیکیاں اس کی قبول نہیں کرتا۔ اگر وہ چالیس روز کے اندر مرجائے گا، تو فاسق ہو کر مرے گا۔ جب توبہ کرے البتہ قبول ہوگی اگر توبہ کرکے پھر شراب پیئے گا تو حق تعالیٰ اس کو طینۃ الخبال پلاوے گا۔ اصحاب نے پوچھا، یارسول اللہ! طینۃ الخبال کیا چیز ہے۔ فرمایا وہ دوزخیوں کا پیپ اور لہو ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں جب شرابی کو دفن کرتے ہیں تو پھر اس کی قبر کو کھود کر دیکھو۔ اگر اس کا منہ قبلے کی طرف سے پھرا ہوا نہ ہو تو مجھے قتل کرو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب بندہ چار دفعہ شراب پیتا ہے حق تعالیٰ اس پر غضب میں آکر اس کا نام سجین دوزخ میں لکھتا ہے اور اس کی نماز روزہ، صدقہ و خیرات وغیرہ قبول نہیں ہوتا ہے، مگر جب توبہ کرلے اور

دعوت اور حکمت دعوت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

خطبۂ مسنونہ کے بعد!

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ٥ (النحل۔۱۲۵)

آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلایئے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کیجئے پسندیدہ طریقہ سے بیشک آپ کا پروردگار (ہی) خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی ہدایت پانے والوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

حضرات! اللہ رب العزت کا یہ خطاب اپنے آخری نبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے، آخری امت کے لئے ہے کیونکہ اس امت کے بعد اور کوئی امت نہیں، یہ سورہ نحل کے آخری رکوع کی آیت ہے، جس میں دعوت و ارشاد کے طریقہ کو بیان کیا گیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔ (النحل۔۱۲۵) — آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم و حکمت اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلایئے۔

حکمت سے مراد ہے عقل، دانائی، سلیقہ، حسن تدبیر، سمجھ اور صحیح بات کو واضح کرکے دل میں اتارنے کا طریقہ، اس طرح کہ مداہنت یا موقعہ پرستی کا شائبہ نہ ہونے پائے، سیاست کا اس میں دخل نہ ہو، سیاست الگ چیز ہے، اور حکمت و موعظت الگ ہے۔

اپنے عہد میں خدا کے محبوب ترین بندہ موسیٰ علیہ السلام کو اُس عہد کے خدا کے مغضوب ترین بندہ ظالم و جفاکار فرعون کے پاس جانے اور دعوت دینے کا حکم ملتا ہے، لیکن سلیقہ اور نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ٥ (طٰہٰ۔۴۳) — دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چکا ہے۔

اس سرکش اور طاغی کے ساتھ بھی دعوت کا کیا طریقہ اختیار کرنا ہے؟

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ (طٰہٰ۔۴۴) — پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا

اگر توبہ نہ کرے گا تو اس کی جگہ دوزخ میں ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت میں زانیوں کو، شرابیوں کو دوزخ کی طرف فرشتے کھینچ لے جاویں گے۔ جب نزدیک پہنچیں گے تو دوزخ کے دروازے کھل جاویں گے۔ زبانیہ فرشتے ان کا استقبال کریں گے دوزخ کے دروازے میں دنیا کے دنوں کے برابر ان کے منہ پر لوہے کے گرزوں سے ماریں گے پس شرابی دوزخ کی گہرائی میں پھینکا جائے گا اور چالیس برس تک اس کی گہرائی میں اترتا جائے گا۔ درک اسفل تک بھی نہ پہنچے گا کہ اتنے میں آتش کی چیچی سے اسکو پہلے طبقہ کے سر پر پہنچاویں گے پھر زبانیہ کی مار کے سبب دوزخ کے قعر میں گر پڑے گا، پھر چیچی اس کو اوپر لاویں گے۔ اس کا پوست اکھڑ جاوے گا۔ پھر خدا کے حکم سے عذاب کا مزہ چکھنے کے لیے پوست پھر آوے گا۔ شرابی پیاس پیاس کرکے پکاریں گے زبانیہ جہیم کے گرم پانی کے پیالے لے کر نزدیک پہنچیں گے۔ پیالوں میں خون جوش کرتا رہے گا جب شرابی خوشی خوشی ان پیالوں کو دیکھیں گے۔ گرمی سے ان کی آنکھ اور منہ کا گوشت جدا ہو کر گر پڑے گا۔ جب زبانیہ اس کو پلاویں گے ان کے دانت اور داڑھ سب گر پڑیں

بات کچی اور سچی ہو، مگر انداز تکلم سلیقہ، نرمی، خوش آہنگی کا ہو:۔

لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ٥ (طٰہٰ۔۴۴) — شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے۔

تاکہ وہ نصیحت پکڑے، یا سلیقہ کی بات سن کر اس کے دل میں خشیت وخوف پیدا ہوجائے اور اپنے کفروطغیان اور شروظلم سے باز آئے اگر بھلی بات کے کہنے کا انداز بری طرح ہو تو وہ کارآمد ثابت نہیں ہوتا، شاعر نے سچ کہا ہے۔ ؎

کہتے ہیں وہ بھلے کی ولیکن بری طرح

بھلی بات کو بھلی طرح کہنا ہی حسن سلیقہ اور حکمت ہے اگر مخاطب سے سوال وجواب بھی کرنا پڑے تو اس میں بھی سلیقہ ہونا چاہئے، مناظرہ اور مجادلہ کے موقعہ پر بھی اس کی ہدایت ہوئی:

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ٥ (النحل۔۱۲۵) — اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے۔

تاکہ سننے والے اور دیکھنے والے داعی کے طریقۂ استدلال سے متاثر ہوں، چاہے مخاطب پر اثر نہ ہو، اگر طریقۂ بحث ومجادلہ احسن طریقہ پر ہوگا تو مخاطب عقل سلیم اور نیک فطرت کی بناء پر خود متاثر ہوگا، اگر ایسا نہ ہوا تو بھی حاضرین وسامعین پر حسن مجادلہ کا ضرور اثر پڑے گا، یہی حقیقت آیت:۔

إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (النحل۔۱۲۰) — بیشک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھے۔

سے بھی واضح ہوتی ہے، ان کو اس طریقۂ استدلال، سلیقہ، حکمت وموعظت، اور احسن مجادلہ کے باوجود:۔

حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ٥ (آل عمران۔۶۷) — طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے۔

کا خطاب عطا فرمایا گیا، اس لئے کہ ان کی دعوت میں حکمت تھی، مداہنت نہ تھی، لینت تھی، سیاست نہ تھی، لہٰذا ایک مومن مسلمان کو بھی یہ طرز تبلیغ اختیار کرنا لازم ہے،

عقائد کی اصلاح کے لئے بھی "ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ" کا طریق کار ہی مفید ہے، بات کتنی ہی ضروری اور لازمی ہو، داعی کے سامنے مقصد یہ ہونا چاہئے کہ مریض کا علاج

گے۔ جب وہ پانی پیٹ میں جاوے گا۔ انتڑیاں کٹ کر پاخانہ کی راہ سے گر پڑیں گی۔ پھر خدا کے حکم سے دانت، مُنہ کا گوشت و انتڑیاں اپنی جگہ پر قائم ہو جاویں گی۔ پھر زبانیہ ماریں گے۔ اسی طرح عذاب ہوتا رہیگا شرابی کی یہ خرابی ہے۔ نَعُوذُ باللہ تعالےٰ مِنْھا۔ حدیث میں ہے کہ شرابی کے گلے میں کوزہ اور کندھے پر طنبور لٹکا ہوا قیامت میں آوے گا۔ اسے فرشتے آگ کی سُولی پر لٹکا کر پکاریں گے کہ یہ فلانے کا بیٹا ہے فلانا ہے اور اس کے منہ کی بدبو سے موقف کے لوگ بیزار ہو کر فریاد کریں گے اور لعنت کرینگے پس زبانیہ اس کو سولی سے اتار کر دوزخ میں پھینکیں گے۔ وہ دوزخ میں ہزار برس رہے گا اور پیاس پیاس کر کے پکارے گا۔ حق تعالیٰ اس کے پینے کے واسطے بدبُو کا عرق بھیجے گا۔ شرابی شور مچائے گا کہ پروردگار اس عرق کو مجھ سے دور کر۔ حق تعالیٰ دُور نہ کرے گا۔ اتنے میں ایک آتش آ کر اس کو جلا کر راکھ کریگا۔ پھر حق تعالیٰ اس کو نیا پیدا کرے گا۔ ہاتھ میں زنجیر پاؤں میں بیڑی پہنے ہوئے اُوندھے منہ گھسٹتا ہوا اٹھے گا۔ پھر پیاس پیاس کر کے پکارے گا تو جحیم کا گرم پانی پلادیں گے۔ پھر بھوک بھوک پکاریگا سینڈھ کا طعام کھلاویں گے۔ وہ پیٹ میں جوش کرے گا اور مالک فرشتہ اس وقت آتش کی نعلین اس کو

کرنا ہے، اس میں پیار، نرمی اور محبت ہو، سختی، درشتی، تیزی و تندی کی وجہ سے مریض تجربہ کار مشہور ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جانے سے بھی ڈرتا ہے، علاج معالجہ کی بات ہی الگ ہے۔ امت کو پیغام ملتا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ
عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ
بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ○
(التوبہ - ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

اس پر عمل کرنا آپ کے ایک امتی پر بھی لازم ہے، وہ دوسرے انسان کو حکمت عملی اور محبت اور پیار سے دعوت دے کر، سلیقہ سے سمجھا کر عقائد کی اصلاح کے لئے مائل وراغب کرے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر تبلیغ اور دل سوزی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ
عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ
یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ
اَسَفًا ○
(الکہف - ۶)

(اے پیغمبر!) تمہاری حالت تو ایسی ہو رہی ہے کہ جب لوگ یہ (واضح) بات بھی نہ مانیں تو عجب نہیں ان (کی ہدایت) کے پیچھے مارے افسوس کے اپنی جان ہلاکت میں ڈال دو (حالانکہ یہ ماننے والے نہیں)۔

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا
مُؤْمِنِیْنَ ○ (الشعراء - ۳)

کیا آپ اپنی ذات کو ان کے ایمان لانے کی خاطر ہلاکت میں ڈال دیں گے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اور درد دلی تھا کہ ایک ایک آدمی اپنے مالک مختار کے آستانہ پر سر جھکائے، اور کوئی اس در سے محروم نہ جائے، آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا کہ:۔

لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک
من حمر النعم۔

سرخ اونٹوں سے بھی کہیں بہتر ہے کہ ایک آدمی کو تمہارے ذریعہ سے ہدایت ہوجائے

مبلّغ کو بھی ایک دردمند اور دانشمند ڈاکٹر اور معالج کی طرح مریض کا خیر اندیش بن کر علاج کرنا ہے، حکیم یا ڈاکٹر کا مقصد مریض کو مارنا نہ ہو بلکہ صحت یاب کرنا ہونا

پہناوے گا۔ اس سے دماغ پگھل کر کان کی راہ سے نکل پڑے گا اور اس کے مُنہ سے آگ کی چھی نکلے گی۔ شِکم کی آلائش تمام دونوں قدموں کے نیچے گر پڑے گی۔ پس آتش کے تابوت میں قید کریں گے۔ اس میں ہزار برس عذاب پاوے گا۔ اور پکارے گا یا ربّاہ آتش مجھے کھا گئی۔ پروردگار جواب نہ دے گا۔ افسوس صد افسوس کہ فریادی پکارے اور فریاد رس جواب نہ دے۔ رحم نہ کرے۔ پھر پیاس پیاس پکارے گا مالک پیالہ لاویگا۔ جب اس کو ہاتھ میں لے گا۔ اس کی سوزش سے ہاتھ کی انگلیاں گر پڑیں گی۔ جب پانی کو دیکھے گا آنکھ اور گال گر پڑیں گے ہزار برس کے بعد اس تابوت سے نکال کر بندی خانہ میں قید کریں گے۔ اس میں ہزار برس رہے گا اور عذاب پاوے گا۔ اس قید خانہ میں اونٹ کی مانند سانپ اور بچھو بھرے ہیں۔ پس آتش کا ٹوپ سر پہ آتش کے نعلین پاؤں میں پہنا دیں گے۔ ہزار برس کے بعد اس بندی خانہ سے نکال کر جہنّم کی وادی میں ڈالیں گے وہ وادی حرارت اور گرمی سے بھری ہے۔ اس کی گہرائی کی انتہا نہیں۔ اس میں تمام طوق و زنجیر، سانپ و بچھو بھرے ہیں۔ اس وادی میں ہزار برس عذاب پاوے گا۔ پھر وا محمّداہ کر کے پکارے گا۔ تب حضور فرمائیں گے

چاہیئے عقیدۂ توحید کی بات تو بالکل صاف کہی جائے، اور شرک کی تردید بھی ہو، لیکن دوا کی مناسب خوراک ہو، اگر دوا زیادہ تیز یا مقدار میں زیادہ دی گی یا یکدم کھلادی جائے گی یا قوت برداشت سے زیادہ ہو گی تو مریض کا کام تمام ہو جائے گا، چونکہ بات واقعات سے مربوط ہو کر زیادہ خوبی کے ساتھ سمجھ میں آتی ہے، اس لئے دو ایک واقعات سنئے:۔

دیکھئے اللہ کے بندے جن کے دلوں میں عشق الٰہی کی آگ لگی تھی، وہ بھی حکمت سے کس طرح کام کرتے رہے ہیں، شیخ جمال الدین ایرانی کہیں جارہے تھے، تاتاریوں نے اسلامی سلطنتوں کو تاراج کیا تھا، اتفاق سے اسی روز ایک تاتاری شہزادہ تغلق تیمور شکار کھیلنے نکلا ہوا تھا، اور یہ تاتاری شہزادہ چغتائی شاخ کا ولی عہد تھا، جو ایران پر حکومت کر رہی تھی، شہزادہ کی شکارگاہ میں جب شیخ جمال الدین اتفاقاً داخل ہو گئے اور پہرہ دار ان کو پکڑ کر شہزادہ کے سامنے لائے تو شہزادہ نے ایک مسلمان فقیر صورت دیکھ کر اور وہ بھی ایرانی کو دیکھ کر (جس کو تاتاری اس وقت بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے) بدشگونی لی، اور غصہ سے پوچھا، بتاؤ میرا یہ کتا اچھا ہے، یا تم؟ شہزادہ نے غیظ و غضب سے بات کی تھی، شیخ جمال الدین نے سنجیدہ انداز میں جواب دیا، انھوں نے فرمایا: اس کا قطعی فیصلہ کرنے کا یہ موقعہ نہیں، شہزادہ بولا پھر اس کا کونسا موقعہ ہوگا؟ فرمایا وہ میرے خاتمہ یعنی وفات کے وقت ہی واضح ہوگا، اگر میں کائنات کے پیدا کرنے والے مالک وحدہٗ لاشریک کی صحیح معرفت اور اقرار پر فوت ہوا تو میں آپ کے کتے سے بہتر ثابت ہوں گا، بصورت دیگر یہ کتا ہی مجھ سے بہتر اور خوش قسمت ہوگا، ان کے اس جواب نے شہزادہ کے دل پر ایک چوٹ لگائی، شہزادہ نے شیخ سے کہا، جب تم سنو کہ میں تخت نشین ہوا ہوں تو اس وقت مجھ سے آکر ملنا، شیخ جمال الدین کا شہزادہ کی ولی عہدی ہی کے زمانہ میں دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا، آپ نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ میں دنیا سے رخصت ہوتا ہوں، جو کام میرے ذمہ تھا، وہ ادھورا رہا شاید تم اس کو پورا کر سکو، اور یہ تمام واقعہ بیان کیا۔

شیخ جمال الدین کی وفات کے بعد جب ولی عہد کی تاج پوشی ہوئی تو پھر شیخ کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت پورا کرنے کی خاطر روانہ ہوئے، شاہی محل کے دروازہ پر سپاہیوں نے ٹوکا اور دروازہ سے ہٹایا، آپ نے ایک درخت کے نیچے مصلی بچھایا، اور علی الصباح اذان دی، جس سے بادشاہ کی آنکھ کھل گئی، تحقیقات پر معلوم ہوا کہ کوئی مسکین صورت آدمی باہر بیٹھا ہے، اس نے ہی یہ آواز لگائی ہے، جس سے بادشاہ کی نیند میں خلل پڑا، بادشاہ نے غصہ ہو کر اس کو گرفتار کر کے لانے کا حکم صادر کیا، چنانچہ ان کو پکڑ کر سپاہی بادشاہ کے پاس لائے، پوچھنے پر انھوں نے اپنے والد کا سلام پہونچا کر بتایا کہ

اے پروردگار وہ آدمی میری شفاعت چاہتا ہے، تو اپنے فضل وکرم سے مغفرت کرے تو چھٹکارا ہے۔ عربی کا شعر جس کا ترجمہ یہ ہے توبہ کر اے بندہ اطاعت کرنے والے اور نہ ڈوب تو لذّتِ گناہوں میں۔

روایت ہے کہ شیخ عبدالعزیز دیربیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد میں جاتا تھا۔ کتنی عورتیں روتی ہوئی کھڑی تھیں۔ میں نے پوچھا، تم کیوں روتی ہو۔ بولیں ایک شخص جانکنی میں ہے کلمۂ شہادت بہت تلقین کیا۔ وہ زبان نہیں کھولتا ہے۔ اگر تم تلقین کرو تو شاید کہے اور تم کو ثواب ہو گا۔ میں نے وہاں جا کر کتنی بار تلقین کیا۔ بعدہٗ اس نے آنکھ کھول کر لا الٰہ الّا اللہ مجھ سے سُنتے ہی کہا، میں اسلام سے بیزار ہوں اور ایک چیخ ماری۔ پس اسی چیخ میں اس کی رُوح نکل گئی۔ میں نے لوگوں کو اس احوال کی خبر دی۔ ان لوگوں نے کہا۔ اس کے جنازے کی نماز مت پڑھو مسلمانوں کے قبرستان میں مت دفن کرو۔ کیونکہ یہ کافر ہو کر مرا ہے۔ پھر میں نے اس کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کیا عمل کرتا تھا۔ سب نے کہا کہ اس کے تمام کام نیک تھے۔ لیکن شراب پیتا تھا۔ میں نے کہا اسی سبب سے اس کا ایمان گیا۔ بس اب توبہ کرو۔ پھر کبھی شراب

میں شہادت دیتا ہوں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا، اور اس سوال کا جواب مل گیا، جو آپ نے کیا تھا، اور شکار کا واقعہ جو ولی عہدی کے زمانہ میں پیش آیا تھا یاد دلایا، بادشاہ کے دل پر اب دوسرا چرکا لگا، اور فوراً اپنے اسلام لانے کا اقرار کر کے اپنے وزیر سلطنت کو بلایا، اور اسے یہ قصہ کہا، وزیر نے جواب دیا کہ میں تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہوں، مگر میں نے اس کو پوشیدہ رکھا تھا، اس طرح ایران کی یہ چغتائی تاتاری شاخ تمام اہل کاروں، فوج سمیت حلقہ بگوش اسلام ہوئی[1]، اس طرح ایک اللہ والے نے ایرانی تاتاری سلطنت میں اسلام کو کیسے پھیلایا کہ ساری کی ساری تاتاری قوم مسلمان ہو گئی۔

ایسے ہی ایک دوسرا واقعہ ہے کہ مولانا یحییٰ علی صاحب جو حضرت مولانا ولایت علی صاحب صادقپوریؒ[2] کے تربیت یافتہ تھے، اور ان کو مجاہدین سرحد کی مدد کرنے کے الزام میں (جنھوں نے حضرت سید صاحب کے بعد ان کا کام جاری رکھا تھا) ۱۸۶۴ء میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی، وہ انبالہ جیل کی ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں محبوس تھے، جس میں ہوا اور روشنی کے لئے کوئی راستہ نہ تھا، سخت گرمی کے دن تھے، جیل افیسر معائنہ کے لئے آیا تو اس کو خیال ہوا کہ ایسے حال میں تو یہ مر جائیں گے، مقدمہ ابھی باقی ہے، اس نے حکم دیا کہ دروازہ کھلا رہے اور سنتری پہرہ پر کھڑے رہیں، یہ سنتری بالعموم سکھ یا گورکھا ہوتے تھے، وہ جہاں اپنی ڈیوٹی سنبھالتے، آپ ان کو مخاطب کر کے حضرت یوسفؑ کا وعظ توحید سنانے لگتے:۔

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف۔ ۳۹-۴۰)

اے قیدخانہ کے رفیقو! متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا، تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو، جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرا لیا ہے، خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں، (اور) حکم دینے کا اختیار (صرف) خدا ہی کا ہے (اور) اس نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی (توحید) کا سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

[1] اس واقعہ کو ایرانی مورخین اور پروفیسر آرنلڈ نے اپنی کتاب (PREACHING OF ISLAM) "دعوت اسلام" میں الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ بیان کیا ہے، مقرر نے اپنی کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" جلد اول میں اس کو نقل کیا ہے، نیز ملاحظہ ہو "تاریخ رشیدی" از مرزا محمد حیدر

[2] مولانا ولایت علی صاحب حضرت سید احمد شہید کے خلفائے کبار میں تھے

کا نام مت لو۔ اگر کافر ہو کر مرنا ہے تو تم کو اختیار ہے۔

اے بھائیو! شرابی کی صحبت سے بچو۔ اس کی دوستی کو آخرت کی خرابی سمجھو۔ اس کے ساتھ مت مل بیٹھو۔ بات مت کرو۔ کسی چیز کی مدد مت کرو۔ حدیث شریف کے موافق عمل کرو۔ پناہ مانگتے ہیں ہم ساتھ اللہ برتر کے اس سے۔ اے اللہ! بچا ہم کو ان تمام چیزوں کی بُرائی سے۔

مولانا مفتی محمد خلیل کا انتقال

انا للہ و انا الیہ راجعون

گوجرانوالہ کے بزرگ عالم دین ور مدرسہ اشرف العلوم باغبان پورہ گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب گذشتہ دنوں اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے کہ ۳۰ اپریل کو جمعہ کی نماز حرم پاک میں ادا کرنے کے بعد حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ی صاحب مرحوم دار العلوم

وہ ان آیات کی تلاوت اور تشریح فرماتے یہ سن کر ان پہرہ داروں کے آنسو نکل پڑتے اور ان پر سناٹا چھا جاتا، اور جب ان کا پہرہ بدلا جاتا تو وہ خوشامد کرتے کہ ان کو یہیں رہنے دیا جائے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں کتنے بندگان خدا کے دل میں توحید کا بیج پڑ گیا اور ان کو ایمان نصیب ہوا۔

اسی طرح مولوی محمد جعفر صاحب کو جب "کالا پانی" کی سزا ہوئی تو کوئی غم و فکر ان کے چہرہ پر نمودار نہ تھا، انگریز تماشائیوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انھوں نے فرمایا، یہ موت نہیں شہادت ہے، جو ایک ایسی نعمت ہے، جس کے مقابلہ میں تمام دنیا کی سلطنت ہیچ ہے، وہاں بھی وہ تبلیغ دین حکمت سے انجام دیتے رہے، جیل اور پورٹ بلیر میں بھی وہ اور ان کے رفقائے کرام توحید کی دعوت اور تبلیغ کرتے رہے، اور بہت سے بندگانِ خدا نے ہدایت پائی، مولانا یحییٰ علی صاحبؒ کے پاس ایک رات ایک بدکردار، بدنام قیدی کا بستر آگیا، جب اس نے مولانا کی عبادت گذاری، اور دعائیں اور آہ وزاری دیکھی تو وہ بھی تائب ہوا، اور تہجد گذار بن گیا، اسی طرح جیل میں بیسیوں بندگانِ خدا کو ہدایت ہوئی اور ان کی زندگی بدل گئی۔

اس طرح اللہ کے بندوں میں جب دل کا سوز، اور دماغ کی روشنی ہو، اور دونوں مل کر کام کریں تو پھر نتیجہ واضح ہے، اگر ایک شکاری جانور کو شکار کرنے کے لئے حکمت استعمال کرتا ہے، تو ایک مبلغ اپنے مقدس کام میں حکمت سے کام کیوں نہ لے جو اس سے بہتر مقصد رکھتا ہے، شرک سب سے بڑا مہلک مرض ہے، اس کا علاج بھی حکمت سے کرنا لازم ہے، لہجہ نرم ہو مگر بات سچی ہو، تاکہ سننے والا مانوس ہو تو علاج کا اثر جلد ہوگا، شرک ہی کے متعلق اعلان ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ (النساء۔ ۱۱۶)

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہوگا وہ گناہ بخش دے گا۔

دیوبند کے فاضل، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ کے شاگرد اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز تھے۔ تقریباً ۶۵ برس عمر تھی۔ زندگی بھر تعلیم و تبلیغ اور اصلاح و ارشاد کے مشاغل میں منہمک رہے۔ ان کا قائم کردہ مدرسہ اشرف العلوم ملک کے اہم مدارس میں شمار ہوتا ہے اور ان کے شاگردوں اور مریدوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

مولانا مفتی محمد خلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک بھائی مولانا فضل الٰہی منڈی پھلروں ضلع سرگودھا میں ایک اہم دینی درسگاہ کے مہتمم ہیں۔ جبکہ مرحوم کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد نعیم اللہ فاضل جامعہ اشرفیہ مدرسہ اشرف العلوم کی نظامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور ان کے تین چھوٹے بھائی قاری معین الدین، قاری فخر الدین اور قاری ظہیر الدین بابر بھی تعلیم و تعلم کے مراحل طے کر رہے ہیں۔

حضرت الشیخ مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے مولانا مفتی محمد خلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور ان کی دینی و ملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم

توہم پرستی اور مخلوق پرستی سے نکالنے کے لئے جتنی نرمی برتی جائے، مناسب ہے، ایک پورے شہر پورے ملک کو حکمت ہی سے خدا کے صحیح راستہ پر لایا جا سکتا ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جب سنا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا:۔

اليوم يوم الملحمة اليوم تستحل الكعبة اليوم اذل الله قريشا۔	آج رن کا دن ہے، آج کعبہ میں آزادی کے ساتھ عمل کیا جائے گا، آج اللہ نے قریش کو ذلیل کیا ہے۔

تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بدلے "اليوم يوم المرحمة اليوم يعز الله قريشا ويعظم الله الكعبة" (آج رحمت عام کا دن ہے، آج اللہ قریش کو عزت دے گا، آج کعبہ کی عزت بڑھائی جائیگی) کا اعلان فرمایا، اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے کو دیا، جھنڈا پکڑنے میں باپ کی جگہ بیٹے کا ہاتھ آیا، تو اس حکمت عملی نے ابوسفیان کے دل میں تلاطم پیدا کر دیا، آپ نے ان کے گھر کو جب دارالامان کا درجہ دیا، تو ابوسفیان کی دشمنی محبت اور دوستی سے بدل گئی، اب حکمت کا اندازہ کر لیجئے، ابوسفیان کو جو یہ اعزاز بخشا گیا، تو ان کی نفرت کی آگ ٹھنڈی ہوئی، اور دل کے دروازے کھلے، تاریخ و تذکرہ کی کتابیں بتاتی ہیں کہ ہمارے بزرگ جس راستہ سے گذرے توحید کی تبلیغ اور بدعات و شرکیات سے پرہیز کا وعظ کہتے ہوئے گزرے، جو بھی قافلہ ہمارا جہاں سے گذرا وہاں توحید کی ہوا چلی، حضرت سید علی ہمدانی، سید عبدالرحمٰن بلبل شاہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کشمیر کی گل پوش و گل پاش وادی یا چشموں کی سیرابی کا نظارہ کرنے نہیں آئے، بلکہ کوہستانوں، لق و دق بیابانوں، خارزار وادیوں کو قطع کر کے کلمۂ حق کی اشاعت و تبلیغ کی خاطر آئے، جس کے نتیجہ میں آپ کشمیر میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو توحید کا حلقہ بگوش پاتے ہیں، میں نے یہی بات ذرا تفصیل سے جامع مسجد کی تقریر میں کہی تھی، اخباروں میں شایع ہوا کہ میں نے سارے کشمیریوں کو مشرک بتایا، بھلا مجھے بلا تحقیق اس کا کیا حق تھا، اور میں مسلمانوں کو بیک زبان کیسے کافر کہہ سکتا ہوں، میری پوری تقریر اس مجموعہ میں شامل ہے۔

توحید کی دعوت میں اُنس پیدا کیا جائے، اختلافی مسائل کو درمیان میں نہ لایا جائے، اختلافی مسائل میں ترجیح الگ بات ہے، علمی اختلاف کی گنجائش بہرحال ہے، وہ بعد میں ہوگا، پہلے توحید کا مضمون لانا ہے، آستانۂ الٰہی پر سر جھکانا ہے، علمی اختلاف کا موقعہ اس کے بعد ہے، بزرگوں کا کام توحید پھیلانا اور شرک و بدعت کو دور کرنا ہے، حضرت مولانا

اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے ایک بڑے شیخ طریقت تھے جو مسلک حنفی پر عمل کرتے تھے، ایک اہل حدیث عالم ان کے مرید ہوئے اور رفع یدین چھوڑ دی، مولانا کو خبر ہوئی تو فرمایا، اگر آپ کی تحقیق رفع یدین سے متعلق بدل گئی ہے تو الگ بات ہے، لیکن اگر میری وجہ سے چھوڑ دی ہے، تو میں سنت چھوڑنے کے لئے نہیں کہہ سکتا ہوں۔

آپ کو دیکھنا ہے کہ اللہ کی مخلوق کہاں جا رہی ہے؟ اور سب سے بڑی بات قرآن وحدیث کی تبلیغ ہے، یہی چیز دعوت و تبلیغ کی اصل و اساس ہونی چاہیئے، مسلکی خصوصیات اس کے بعد آتے ہیں، مسلمان تعداد میں بہت بڑھ گئے ہیں لیکن جذبۂ دین وہ نہ رہا جو پہلے تھا، عامۃ المسلمین کے لئے کوئی خطرہ ہو تو اس کے لئے سب سینہ سپر ہو جائیں، اس بات کا خیال رہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کی جائے، ہمیشہ وسعت قلبی کا ثبوت دیا جائے، نفرت نہ پھیلائی جائے۔

صادقپوری اور غزنوی خاندان کے حضرات اہل حدیث علماء تھے، ان میں مولانا ولایت علی، مولانا احمد اللہ، مولانا یحییٰ علی، مولانا عبدالرحیم، مولانا سید عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی جیسی دیندار اور خدا دوست ہستیاں تھیں، کہ ان کے چہروں سے نور ٹپکتا تھا، اور ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا، انھوں نے ہندوستان بھر میں کس طرح موعظت و حکمت یا بضرورت استدلال و اثبات سے لوگوں کے عقائد کی تصحیح کی۔

امرتسر میں ندوہ کا جلسہ تھا جس میں ہندوستان کے چوٹی کے علماء شریک تھے، علامہ شبلیؒ کا زمانہ تھا، صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی صاحب کی زبانی میں نے سنا ہے کہ صبح مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی کا درس قرآن ہوتا تھا، غالباً فارسی میں درس دیتے تھے، مولانا شبلی ایک مرتبہ شریک ہوئے تو مولانا شروانی سے کہا، جس وقت مولانا عبدالجبار صاحب اللہ کا نام لیتے تھے تو روح و جسم میں ایک بجلی سی دوڑ جاتی تھی اور دل چاہتا تھا، کہ سر ان کے قدموں پر رکھ دیا جائے۔

ہندوستان پر خدا کی ایک بڑی رحمت شاہ ولی اللہؒ کا خاندان تھا، جس نے قرآن وسنت کو رواج دیا، اور شرک و بدعت کا قلع قمع کیا، ترجمۂ قرآن کرنے پر ان کی سخت مخالفت کی گئی، مگر وہ اللہ کے بندے کب دعوت دین سے ہچکچانے والے تھے؟ اس خاندان میں شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ اسماعیل، شاہ اسحاق جیسے علمائے ربانیین اور مجاہدین پیدا ہوئے۔

مولانا اسماعیل شہیدؒ کے صرف ایک وعظ سے ایک جلسہ میں بیسیوں طوائف اور

حضرت سیّد احمد شہیدؒ
کو
مفتی محمد حسین نعیمی
کا
خراجِ عقیدت

بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۶ر مئی ۸۲ء

نیشنل سنٹر میں سید احمد شہید بریلوی کی تحریک کے موضوع پر ایک تقریب سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے ممتاز عالم دین اور مجلس شوریٰ کے رکن مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا کہ جہاد اور جذبہ ایمانی سید احمد شہید بریلوی کی تحریک کا ایک اہم جزو تھا انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو جہاد کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے اور اس جذبہ سے تحریک احیاء اسلامی اور قریب ہو جاتی ہے — اس تقریب سے مولانا متین ہاشمی، پروفیسر اسلم، طاہر علی اور نوخیز ظفر نے بھی خطاب کیا۔

انہوں نے کہا کہ شہید بریلوی نے لاکھوں گمراہ لوگوں کو صراط مستقیم پر چلایا۔ انہوں نے آسائش کی زندگی کو ٹھکرا کر غریب کی زندگی کو اپنایا ... تحریک کو مٹانے کے لئے ... کا نذرانہ پیش کیا۔

پیشہ ور عورتیں نیکوکار اور پارسا بن گئیں۔ تفصیل میری کتاب "کاروان ایمان و عزیمت" میں دیکھئے۔

تقریر کے اختتام پر جمعیت کے ناظم تبلیغ صوفی محمد مسلم صاحب نے اقبال کا یہ شعر پڑھا

اسم پر یہ تقریر ختم کی جاتی ہے کہ اس میں تقریر کی روح آگئی ہے۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

شاعرِ انقلاب **علامہ انور صابری**

اشعار

منقول آزادی نمبر "اخبار آزاد" مورخہ ۲ر ربیع الاوّل ۱۳۶۶ھ

عطا کردہ: حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب اشعر

○

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

ولی اللہ علم و حکمت اسلام کا معدن — شگفتہ جس کے دم سے ہند میں اسلام کا گلشن
نظر رکھتے ہوئے تفسیر ان اللہ معنا پر — دیا اپنی جماعت کو اسنے درس لاتحزن

حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ بریلوی

عشق ہے مردِ مجاہد کے لیے رُوحِ حیات — علم بے عشق کی اسلام میں قیمت کیا ہے
عشق کا مرکز تکمیلِ وفا ہے دراصل — سیّد احمدؒ کی زمانہ میں شہادت کیا ہے

شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

اپنے اسلاف کی میراث شجاعت کیلئے — منزلِ عشق میں جو خوف سے تھا بیگانہ
ہوگیا عشق کی معراج عمل پر قربان — شمع آزادی ملّت کا وہی پروانہ

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

علومِ مصطفیٰ کا قاسم خیراتِ رُوحانی — فروزاں جس کے سینے میں چراغ بزم ایمانی
بغاوت قوتِ باطل سے جس کا مقصد ہستی — سن اٹھارہ سو ستاون کی تحریک کا بانی

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ تعالیٰ

آج ہے ہندوستان میں جتنی آزادی کی لہر — اس میں پنہاں عزم محمود حسن کی رُوح ہے
خُون سے اپنے ولی اللہ نے سینچا جسے — ہر گل ایثار زمین اس چمن کی رُوح ہے

حضرت سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

جو مراحل علم کے طے کر چکی دینے — ان کا آئینہ دماغ و قلب انور شاہ تھا
نبض فطرت کے تغیر پر تھا اس کا دست فکر — حق پرست و حق شناس و مرد حق آگاہ تھا

امام انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

کفر کے دامن میں پائی جس نے ایمان کی جھلک آشکارا جس پہ علم و عشق کا عرفان تھا
حلقۂ محمود میں رمزِ ولی اللہ کو جس نے سمجھا تھا یہی وہ پختہ دل انسان تھا

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

ادب ہو، زندگی ہو یا عمل ہو تیرے فکر و عمل کی سیر گاہیں
مجسّم بن گئی ہیں در حقیقت مشیّت کے تقاضوں کی نگاہیں

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ

زندگی کٹتی ہے جس کی مثلِ دورِ اوّلیں رات مصروفِ عبادت دن ہے مصروفِ جہاد
سر سے پا تک پیکر افسانۂ اسلاف ہے اہلِ حق کرتے ہیں اس کی زندگی پر اعتماد

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ مرحوم

ہے دین و حکمت کی منزلوں میں مقام معراج و فکر عالی عمل سراپا فقیہہ بھی ہے مفکر بے مثال بھی ہے
نظر ہے مستقبل جہاں پر خدا کے فضل و کرم سے جبکی نقوش ماضی کی روشنی میں دماغ دانائے حال بھی ہے

حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمہ اللہ

الفاظ کے رنگیں اشارات میں جس کے ہیں قلب مجاہد کے نہاں لاکھ شرارے
عالم بھی، سپاہی بھی، بہادر بھی، جری بھی تفسیر ہیں ایماں کے بہتے ہوئے دھارے

مجاہد ملّت مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم

تمام عمر رہا بے خود شراب حیات ہجوم رنج و الم سے کبھی ملول نہ تھا
ہو رہے بیتِ مقدس میں دفن بعد فنا غلام ملک میں مدفن اسے قبول نہ تھا

ڈاکٹر انصاری مرحوم

جس کا سینہ فکر شیخ الہندؒ کا روح الامیں حریّت آموز جس کا جذبۂ بیباک ہے
ہاتھ میں جس کے مسیحائی کا پنہاں راز تھا "جامعہ" کی گود میں وہ سپرد خاک ہے

حکیم اجمل خان مرحوم

دورِ ماضی میں بہرِ آزادی، تھے بہادر زعیم اجمل خاں عزم و ایثار کا یہ افسانہ، یادگار حکیم اجمل خاں

امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

یوں تو جادو گر مقرر بھی، مکمل عزم بھی عشق کی تفسیر کامل کے سوا کچھ بھی نہیں
میری نظر دل میں اگر مجھ سے کبھی پوچھے کوئی دَرد سے لبریز اک کے سوا کچھ بھی نہیں

خان عبد الغفار خاں صاحب

جلو میں ہے کارواں ہمّت، قدم قدم پر ہے ساتھ قدرت تلاش میں انقلاب کی ہے، رواں دواں عزم غیر فانی
نہ شور و غوغا نہ آہ و سیہوں مگر یہ ترتیب ساز و ساماں خموش راہوں پہ چل رہی ہے عمل کی خموش زندگانی

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

جہاد اور آزادی کا یہ بالغ نظر مخلص مصنّف بھی، مفکر بھی، جواں دل راہنما بھی ہے
محبّت ہی محبّت ہے کوئی ہو دوست یا دشمن وفا کی گود میں پل بنا نا آشنا بھی ہے

چودھری افضل حق مرحوم

حیات افضل کو پڑھ کے انور یہ راز سمجھا دماغ میرا زعیم فطرت شکار بھی تھا ادیب جادو نگار بھی تھا
دل و جگر کی حرارتوں میں حرارت قلب زندگی تھی فقیر اعلیٰ وقار بھی تھا، غریب کا غمگسار بھی تھا

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

وہ جوانی ہو یا بڑھاپا ہو، آپ اپنی مثال ہیں دونوں علم و حکمت برائے آزادی ان کی پابند حال ہیں دونوں

مولانا غلام غوث ہزارویؒ

ہے جبکی آرزو باغ وطن ہو غلامی کے خس و خاشاک سے پاک بلا خوف و خطر اظہارِ حق میں زباں بیباک ہے دل بھی بیباک

مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

نہ کیوں احرار کو ہو ناز اس پر ملی جسکو حیات جاودانی شہید راہِ حق گل شیر مرحوم، شہید کربلا کا نقش ثانی

حافظ علی بہادر خاں مرحوم

ہے گرم سعی و عمل حیرت کے میداں میں رموز دیں کا شناسا علی بہادر خاں دلیل فطرت احرار زندگی جس کی وہ ہے عمل کا تقاضا علی بہادر خاں

مولانا محمد علی جالندھری مرحوم

پروردہ داماں اکابر ہیں نگاہیں دل علم کا گنجینہ انوار ہے گویا
آزادی کامل کے لیے رزم عمل میں اخلاص کی چلتی ہوئی تلوار ہے گویا

ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم

تاج احرار سرفروشی زعیم ناز ہے اس پہ زندگانی کو
چند لفظوں میں کہہ گزرتا ہے زندگی کی بڑی کہانی کو

شیخ حسام الدین بی-اے

شیر دل نوجوان، شجاع وجری، روح ایثار حلقہ احرار
گرم جوشِ جہاد آزادی سر سے پا تک تمام تر ایثار

شہید الٰہی بخش چنیوٹی مرحوم

فطرت نے عطا کی ہے جسے مستی جاوید
مے خانہ صہبائے شہادت کے سبو سے
احرار کے جذبات کی تعمیر مکمل
کشمیر میں لاریب ہوئی اسکے لہو سے

غازی منے خاں لکھنوی

جس کے بچپن سے بڑھاپے تک وطن کیواسطے
قید میں کاٹے ہیں اکثر زیست کے لیل و نہار
سو رہا ہے گو زمیں لکھنو کی گود میں
روح کی بیداریاں بھر وطن میں بیقرار

سردار محمد شفیع

سن کے آہنگ سازِ آزادی، ہمہ تن فکر وگوش رہتا ہے
جوش کی آخری منازل میں قوم کا اس کو ہوش رہتا ہے

مخدوم شاہ بنوری

خموشی میں گفتارِ ہمت کا پیکر عمل تیز کرتا ہے کہ بولتا ہے
بخاری کے حسن ونظر کا ہے شاہین فضائے شجاعت میں پر تولتا ہے

حکیم عبدالسلام ہزاروی مرحوم

ہنگامہ آزادی اسلام وطن میں احرار کی افواج کا پُرعزم سپاہی
حاجت نہیں میرے لیے کچھ شرح بیاں کی، ہے اس کا عمل اسکی شجاعت کی گواہی

مولانا عبدالرحمٰن میانوی

اسلام کا تصور ہستی ہے اصل عشق، آزادی وطن کا تخیل ہے ثانوی
اس راز کو سمجھ گئے ہیں احرار میں شریک، شکر خدائے پاک رفیق میانوی

شورش کاشمیری مرحوم

تباہیوں کا وطن کی خاطر جو دیکھنا ہو مرقع
کتابِ احرار پڑھ کے دیکھو لے گا شورش کی زندگی میں
ادب، تواضع جہاد، اخلاص، عزم ہمت مکمل غیرت
بھرے ہیں قدرت نے حسن کتنے تخیلات مکرو آدمی میں

جانباز مرزا امرتسری

طفلی سے جوانی تک جھیلے ہیں ستم لاکھوں
پھر بھی تیرے سینہ میں بجلی سی مچلتی ہے
جانباز کے شعروں میں یہ روح نظر آئی
جو دل پہ گزرتی ہے اشعار میں ڈھلتی ہے

○

نمازِ باجماعت کی فضیلت

خدیجہ قادری، ایبٹ آباد

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝" (پ۱ ع۵)

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

پورے آداب کے ساتھ نماز ادا کرنے کو "اقامتِ صلوٰۃ" کہتے ہیں۔ اس آیت میں نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ نماز کی تاکید اور فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کو کامل بنانے میں جماعت ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم نے کبھی جماعت کو ترک نہیں کیا۔ آخری بیماری میں بھی دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ کی وہ حالت میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ آپ کے مبارک قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے یعنی اتنی طاقت نہ تھی کہ زمین سے پاؤں اٹھا سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "خوشخبری ہو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت کے دن ان کے لیے کامل روشنی ہو گی۔"

جو شخص جتنی دُور سے چل کر مسجد آئے گا اسے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اور جو وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔

سوائے شرعی عذر کے جماعت چھوڑی نہیں جاسکتی۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "لوگوں کو چاہیئے کہ نماز چھوڑنے سے باز آئیں، وَرنہ میں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں گا۔"

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح اس کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ایک مستقل فرض ہے۔ گویا نماز باجماعت کا چھوڑنے والا فرضِ عین کا چھوڑنے والا ہے۔ لیکن دوسرے اماموں کے نزدیک جماعت کا دَرجہ واجب کا ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

"صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً۔" (متفق علیہ)

ترجمہ: جماعت کی نماز تنہا نماز سے ۲۷ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

ابن ام مکتومؓ نابینا صحابی نے آپؐ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے پوچھا کیا آپ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ (اذان) سنتے ہیں۔ اُنہوں نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ پھر جماعت ہی کے ساتھ نماز پڑھیں۔

آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "جس نے عشار کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی وہ ایسا ہے جیسے اس کی تمام رات عبادت میں کٹی۔" (رواہ مسلم)

آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ منافقوں کے لیے صبح اور عشار کی نماز سے زیادہ کوئی نماز گراں نہیں۔ اور اگر انہیں اس کی جماعت کے ثواب کا علم ہوتا تو بھاگ کر آتے۔ (بخاری ومسلم)

نمازیں اجتماعی صورت میں ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے حالات بھی معلوم ہوتے ہیں۔

روزانہ پانچ نمازیں، جمعہ کی نماز عیدین کی نمازیں — ان سے مسلمانوں کے اجتماعی مسائل بھی حل ہوتے ہیں اور تعاون کا موقع بھی ملتا ہے۔

تعارف وتبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

قرآن ایک نظر میں

از مولانا محمد میاں صدیقی
قیمت: ۱۰/- روپے
ملنے کا پتہ: مطبوعات حرمت بینک روڈ راولپنڈی صدر

"مطبوعات حرمت" نامی ادارہ راولپنڈی میں تھوڑے عرصہ پہلے قائم ہوا لیکن اس نے بہت جلد ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا۔ یہ سب ادارہ کے ڈائریکٹر جناب زاہد ملک اور ان کے رفقاء کی شبانہ روز محنت اور سعی کا نتیجہ ہے

ادارہ نے جو کتابیں شائع کیں ان میں "مضامین قرآن" نامی وقیع کتاب کے بعد "قرآن ایک نظر میں" کا نمبر آتا ہے۔ یہ کتاب کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے مردم خیز خطہ کے ایک علمی خاندان کے چشم وچراغ مولانا محمد میاں صدیقی کی محنتوں اور قرآن سے لگن کا ثمرہ ہے۔

قرآن کلام الٰہی ہے۔ جس ذات اقدس پر اس کا نزول ہوا اس نے دنیا کے عروج و زوال کا راز اسی کتاب سے بتلایا۔ اس لئے ملتِ اسلامیہ کے لئے ازبس ضروری ہے کہ وہ اس کتاب مقدس کو سمجھے اس کے مضامین سے واقف ہو۔ اور اس پر عمل کرے۔ تاکہ اسے فلاح دارین نصیب ہو۔

صدیقی صاحب نے ملت کی رہنمائی کی غرض سے یہ کتاب لکھی ہے سوا چار سو صفحات ہیں کاغذ، کتابت، طباعت خوبصورت اور معیاری ہے۔

مؤلف نے کتاب کے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ میں قرآن عزیز کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ہر سورۃ کا پہلے اس طرح مختصر تعارف کرایا ہے کہ ضروری معلومات سلیقہ سے جمع کر دی ہیں۔ اس کے بعد ہر ہر رکوع کا الگ الگ تعارف ہے اور اس کے مضامین سے آگاہی کرائی گئی ہے۔

دوسرے حصہ میں پہلی اور آخری وحی، قرآن کریم کے نام، اس کی منازل، پارے، سورتیں وغیرہ، سجدہ ہائے قرآنی، اقسام آیات، حروف، ہجا، اعراب، مدت نزول قرآن، قرآن کے کاتب اور بعض اہم احکام قرآنی نیز تراجم قرآنی پر گفتگو ہے اس میں دنیا کی مشہور اور اہم زبانوں میں قرآنی تراجم کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں

صدیقی صاحب کی محنت قابل داد ہے وہ اور ادارہ مطبوعاتِ حرمت مستحق تبریک ہیں یقین ہے کہ امت مسلمہ اس تحفہ علمی کی قدر کرے گی ——— ہم کتاب کے مطالعہ کی زبردست سفارش کرتے ہیں۔

البیرونی اور جغرافیہ عالم

از مولانا ابوالکلام آزاد
قیمت ۱۸/- روپے
ناشر: ادارہ تصنیف وتحقیق پاکستان ۱۰۸۹—۱۸— الجیلانی کراچی ۳۳

کتاب الہند والے "البیرونی" مسلمان قوم کی علمی خدمات کے حوالہ سے ایک ایسا نام ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔

سائنسی علوم میں بغیر کسی شک وارتیاب ٹھوس طریق سے اپنے عقائد وخیالات کا اظہار کرنا

انجمن کے شب و روز

- ہمیں زندگی کے ہر عمل میں اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا چاہیئے (مولانا محمد اجمل قادری)
- دورۂ تفسیر کیلئے داخلہ ۲۲ رجب سے شروع ہوگا

۱۵ اپریل بروز جمعرات بعد از نماز مغرب حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی اور نماز کے بعد دُور دراز سے آئے ہُوئے لوگوں کے مسائل سُنے اور ان کی تسلی و تشفی فرمائی۔

اسی روز صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب سالار بھٹیاں ضلع شیخوپورہ تشریف لے گئے وہاں بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد ہوئی اور رات بعد نماز عشا ایک جلسۂ عام سے خطاب بھی فرمایا۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس محنت اور لگن سے دینِ مبین کے لیے خدمات سرانجام دیں اس کے پاکیزہ اثرات ابھی تک پنجاب کے دور دراز علاقوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ حضرت لاہوریؒ کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے والد گرامی کے کام کو نہ صرف سنبھالا بلکہ سنبھالنے کا حق ادا کر دیا۔ لیکن بدقسمتی سے حضرتِ اقدس کی صحت پچھلے کچھ سالوں سے سفر کی متحمل نہیں رہی اس لیے بیرونی دوروں پر آپ صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب تشریف لے

جاتے ہیں۔ جب سے حضرت اقدس نے میاں صاحب کو اجازت مرحمت فرمائی ہے میاں صاحب پوری ذمہ داری اور تندہی سے اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف کار ہیں اللہ ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور ہمیشہ اس خانوادے سے اپنے دینِ مبین کا کام لیتا رہے (آمین)

سالار بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کا ایک اہم قصبہ ہے اس میں حضرت لاہوریؒ سے تعلق رکھنے والے حضرات خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی آمد کی خبر سن کر لوگ دُور دراز سے تشریف لائے اور مجلسِ ذکر میں شرکت کی۔ میاں صاحب نے مجلسِ ذکر سے خطاب بھی کیا اور لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ ہمیں اپنی زندگی کے ہر عمل میں اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا ہے۔

۱۶ اپریل بروز جمعۃ المبارک حضرت اقدس نے حسب معمول نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا یاد رہے کہ حضرت اقدس کا خطبہ جمعہ ہر ہفتے باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اسی دن شام کو جناب میاں محمد اجمل قادری صاحب کوٹ عبدالمالک تشریف لے گئے اور جناب حاجی بشیر احمد صاحب کی بھتیجی کی تقریب نسبت منگنی میں شرکت فرمائی حاجی بشیر احمد صاحب حضرتِ اقدس کے پُرانے تعلق دار اور خادم خاص ہیں انہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی ہے۔ حضرت اقدس سے انہیں عشق کی حد تک تعلّق ہے۔ وہ حضرت لاہوریؒ کے دَور سے یہاں شیرانوالہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالی انہیں ان کی خدمات کا بہتر صلہ اور دین و دنیا کی کامرانیاں نصیب فرمائے۔ میاں محمد اجمل قادری صاحب نے اس تقریب سعید سے بڑا پر مغز خطاب فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ ہمیں

البیرونی کی وہ صفت ہے جس میں گویا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نادرۂ روزگار شخصیت کی علمی خدمات سے دنیا کو متعارف کرانے کا سہرا امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے سر ہے جو خود ایک عبقری اور نابغہ انسان تھے۔ ابوالکلام کی مختلف علوم و فنون پر گہری نظر تھی۔ رسوخ فی العلم انہیں حاصل تھا اور جس طرف ان کا قلم چلتا بس چلا ہی جاتا ——

ابوالکلام کی یہ علمی کاوش دہلی میں مخطوط کی شکل میں موجود تھی۔ جناب مسیح الدین نے اسے ایڈٹ کیا اور ہندوستان کے قدیم علمی ادارہ جامعہ ملیہ نے شائع کیا۔ یہاں اس کی اشاعت کا سہرا ادارہ تصنیف و تحقیق کے سر ہے۔ مخطوط سے متعلق جناب مسیح الدین کا تعارفی مضمون شامل ہے جبکہ جامعہ ملیہ کے پرووائس چانسلر پروفیسر ضیاء الحسن کا مضمون "ابوریحان البیرونی" البیرونی کی شخصیت کا عکاس ہے۔ اور پاکستانی نسخہ میں ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے "ابوالکلام" کی علمی خدمات پر مفصّل مقالہ لکھ کر اپنے انتعارفی ہونے کا ثبوت فراہم کیا —— اس تحفہ علم کو حاصل کریں اور اپنے اسلاف کی علمی خدمات سے واقف ہو کر مستقبل میں کچھ کر گزرنے کی سوچیں۔

حکومت الٰہیہ یعنی خلافت

میاں ریاض الحق فاروق جیسے بیدار مغز، باصلاحیت نوجوان عالم دین کا یہ مقالہ سنی پبلی کیشنز چوک سنت نگر لاہور نے شائع کیا ہے۔ مقالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے آج کے دور میں جب کہ قوم اسلامی طریق انتخاب اور نظام حکومت (؟) کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ یہ رسالہ اچھا رہنما ثابت ہوگا۔ ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں بلکہ اہل خیر کو چاہیئے کہ زیادہ تعداد میں نسخے حاصل کر کے اس کی تقسیم کا اہتمام کریں۔

مہک

ملک کی معروف درس گاہ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کا مجلّہ ہمارے پیشِ نظر ہے —— تعلیمی درسگاہوں میں مجلّات کی روایت اچھی بات ہے۔ اس سے دوسری باتوں کے علاوہ طلبہ کی تربیت کا اچھا سامان فراہم ہوتا ہے اور باصلاحیت طلبہ کی قلمی تخلیقات محفوظ ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کا سبب بنتی ہیں۔ اس مجلّہ میں مختلف النوع عنوانات پر اچھے مضامین موجود ہیں۔ ہم مجلّہ کے نگران اساتذہ اور اس میں کام کرنے والے عزیز طلبہ کو مبارک باد کہتے ہیں۔

بقیہ: شب و روز

والد گرامی کے نقش قدم پر چل کر تمام قومی اور خاندانی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھانے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین۔

اسی روز بعد از نماز مغرب مولانا محمد اجمل قادری صاحب نے جامع مسجد گرین ٹاؤن بلاک نمبر ۵ لاہور میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی اور بعد از نماز عشا ایک جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ اس جلسہ سے مولانا امداد الحسن نعمانی، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے بھی خطاب فرمایا۔

ادھر مدرسہ قاسم العلوم میں دورۂ تفسیر کے لیے داخلے کی تیاریاں جاری ہیں اس کے لیے حضرت العلامہ پروفیسر نورالحسن صاحب، حضرت علامہ عبدالستار صاحب تونسوی، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اشعر، حضرت مولانا حمیدالرحمٰن صاحب عباسی کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ دورۂ تفسیر کے لیے داخلہ ۲۲ رجب سے شروع ہو رہا ہے۔

فارغ التحصیل علماء، لاگریجوایٹس، اور قاضی کلاس سے فارغ طلباء کو داخلہ دیا جائے گا۔ داخلہ لینے والے ہر طالب علم کو انجمن خدام الدین کی طرف سے تین صد روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ حضرت مخدوم العلماء امام العصر، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم بھی جدید علوم پر اس کلاس میں خصوصی لیکچر فرمایا کریں گے۔

زندگی کے ہر کام میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا چاہیئے انہوں نے فرمایا کہ آج مسلمان سنے دین کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق ڈھال لیا ہے حالانکہ ہمیں خود کو دینِ اسلام اور منشائے خداوندی کے مطابق ڈھالنا اور تابع کرنا چاہیئے تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ دین ہمیں خوشیاں منانے سے نہیں روکتا بلکہ صرف اتنی پابندی ضرور لگاتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی کریں سنتِ نبوی کے مطابق کریں۔ میاں صاحب نے آخر میں جانبین کی بہتری کے لیے دعا فرمائی۔

۲۰ اپریل بروز منگل صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب شکرگڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں جامع مسجد ملی میں بعد از نماز مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی اور اجتماع سے بڑا پُر اثر خطاب فرمایا آپ نے "تلاشِ شیخ اور بیعت" کے موضوع پر خیالات کا اظہار فرماتے ہوئے کہا کہ اگرچہ بیعت کرنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے لیکن موجودہ بے راہ روی کے دور میں ایک مرشد کامل کے بغیر انسان سیدھے راستے پر نہیں چل سکتا۔ آپ نے لوگوں کو تلقین فرمائی کہ اپنے پیر و مرشد سے تعلق کو مضبوط بنائیں اور دین پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنے مرشد کے کہنے پر عمل کریں۔ تقریر کے بعد مولانا ڈاکٹر عبدالرحیم کے گھر کھانے میں شرکت فرمائی اور رات واپس لاہور تشریف لے آئے۔

۲۱ اپریل بروز بدھ نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت صبح ساڑھے دس بجے منعقد ہوا اجلاس تقریباً چھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اجلاس میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب، حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں، حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب بیر شریف، حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو اور شوریٰ کے دوسرے معزز اراکین نے شرکت فرمائی حضرت اقدس دامت برکاتہم تمام وقت اجلاس میں موجود رہے۔ اور کارروائی میں بھرپور حصہ لیا۔

۲۲ اپریل بروز جمعرات تین بجے سہ پہر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نظام العلماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کے فیصلوں کا اعلان فرمایا۔ یہ فیصلے اخبارات کے علاوہ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسی روز حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف نے گوجرانوالہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قائم ہونیوالے دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھا۔ دار العلوم کے افتتاح کی تقریب میں حضرت مولانا محمد اجمل قادری دامت برکاتہم نے بھی شرکت فرمائی۔ اسی روز بعد نماز مغرب حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کروائی اور دور دراز سے آئے ہوئے احباب کی مشکلات سن کر مناسب ہدایات دیں۔

۲۳ اپریل بروز جمعۃ المبارک: حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ نے نماز جمعہ سے پہلے بڑا رقت آمیز خطاب کیا۔ آپ نے سیرت مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی لوگ دور دراز سے تشریف لائے تھے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں ایک تعزیتی جلسہ عام منعقد ہوا۔ یہ جلسہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اور جناب عبدالحمید بٹ صاحب کی تعزیت کے سلسلہ میں تھا۔ بٹ صاحب کے صاحبزادے جناب طارق حمید بٹ صاحب نے جلسہ کی صدارت کی اور حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بطور مہمان خصوصی جلسہ میں شرکت فرمائی۔ آخر میں حضرت درخواستی صاحب دامت برکاتہم نے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور اپنے دستِ مبارک سے جناب طارق حمید بٹ صاحب کی دستار بندی کرائی اللہ تعالیٰ بٹ صاحب مرحوم و مغفور کے اکلوتے فرزند ارجمند کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے اور اپنے عالیم تبت

(باقی صفحہ ۳۳ پر)

المنبّہات

ترجمہ و تشریح ——— زاہد الراشدی

اور شاعر نے کہا ہے

"کیا تو نہیں دیکھتا شب و روز ہمیں کیسے آزماتے ہیں۔

اور ہم مخفی اور اعلانیہ کھیل میں مصروف ہیں۔

ہرگز دنیا اور اس کی نعمتوں کی طرف مائل نہ ہو۔

کیونکہ دنیا کے مقامات اصل وطن نہیں ہیں۔

اور مرنے سے پہلے اپنے نفس کے لئے عمل کر لے۔

پس تجھے بھائیوں اور دوستوں کی کثرت دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ دیتے ہیں، دنیا سے اسے بے رغبت کر دیتے ہیں اور اسے اپنے گناہوں پر نظر رکھنے کی توفیق دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ (۱) خوشبو (۲) نیک عورتیں اور (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بیٹھے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ نے سچ کہا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو خرچ کرنا۔ اور (۳) یہ کہ میری بیٹی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابوبکرؓ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں (۱) نیکی کا حکم دینا (۲) برائی سے منع کرنا اور (۳) پرانے کپڑے پہننا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ عمرؓ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں (۱) بھوکوں کو کھلانا (۲) ننگوں کو لباس پہنانا اور (۳) قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا۔ عثمانؓ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں (۱) مہمان کی خدمت (۲) موسم گرما میں روزے رکھنا اور (۳) تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔

یہ بات چل رہی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی باتیں سن کر بھیجا ہے اور یا رسول اللہ آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ مجھ سے اس امر کے بارے میں سوال کریں کہ اگر میں دنیا والوں میں سے ہوتا تو کیا پسند کرتا؟ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ اگر آپ دنیا والوں میں سے ہوتے تو کیا پسند کرتے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا (۱) گم کردہ راہ لوگوں کی راہ نمائی کرنا (۲) عبادت گذار غریبوں کی غمخواری کرنا اور (۳) تنگ دست اہل و عیال والوں کی مدد کرنا۔

اور حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ عزّ و جل بھی اپنے بندوں سے تین چیزیں پسند کرتا ہے (۱) طاقت کے مطابق خرچ کرنا (۲) ندامت کے وقت رونا اور (۳) فاقہ کے وقت صبر کرنا۔

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیاد
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۴ رمئی ۱۹۸۲ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین، لاہور
ڈیڑھ روپیہ

حدیث اور معاشرت

ترجمہ : محمد منصور الزمان صدیقی

نماز باجماعت

ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی کہ میں جماعت سے نماز نہ پڑھ سکوں گا کیونکہ فلاں شخص ہم کو طویل نماز پڑھاتا ہے۔ آپ یہ سن کر ناراض ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"لوگو! تم کو کیا ہو گیا ہے تم سختیاں کر کے لوگوں کو (مذہب اور دین سے) متنفر کر رہے ہو۔ یاد رکھو جو شخص نماز پڑھائے اس کو چاہئے کہ وہ (ارکان نماز کے) ادا کرنے میں تخفیف کرے کیونکہ مقتدیوں میں مریض بھی، کمزور بھی اور حاجتمند بھی ہیں۔" (بخاری)

جھوٹی حدیث

مجھ پر جھوٹ کا (طوفان) نہ باندھنا (یعنی میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کر کے لوگوں کو نہ سنانا) کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا ضروری ہے وہ دوزخ کی آگ میں داخل ہو جائے۔

(بخاری)

مسلمان کا قتل کفر ہے

لوگو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ تم میں ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگے۔ (بخاری)

ریشمی لباس

ایک مرتبہ ایک ریشمی جبّہ آپؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا گیا جو پشت پر سے پھٹا ہوا تھا۔ آپؐ نے زیب تن فرما لیا اور اس سے نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپؐ نے اس جبّہ کو نفرت انگیز سختی سے اتار ڈالا۔ اور فرمایا کہ یہ کپڑا پرہیزگاروں کے لئے نہیں ہے۔

(بخاری)

قبلہ کی طرف تھوکنا

ایک مرتبہ آپؐ نے قبلہ کی طرف بلغم پڑا ہوا دیکھا آپؐ کو بے حد شاق گذرا اور آپؐ نے خود اپنے دستِ مبارک سے اس کو صاف کیا اور فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی اپنی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ گویا اپنے رب سے مناجات کرتا ہے یا اس کا پروردگار اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں چاہئے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے قبلہ کی طرف نہ تھوکے بلکہ دائیں جانب تھوکے یا اپنی چادر (رومال وغیرہ) میں تھوک لے (بخاری)

گھر کو قبر نہ بناؤ

فرمایا اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ۔ ان میں کچھ نمازیں (نفل) پڑھا کرو۔ (بخاری)

یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ (بخاری)

مسجد کی تعمیر کرانا

جو شخص خدا کی رضامندی کے لئے مسجد بنائے۔ خداوند تعالےٰ اس کے لئے جنّت میں اسی کی مثل مکان بنا دیتا ہے۔ (بخاری)

بہترین صدقہ

وہ صدقہ ہے جس کو تم اس وقت دو جبکہ تندرست ہو۔ مال کے حریص ہو۔ دولت مندی کے شائق ہو اور فقر و افلاس کا خوف ہو۔ صدقہ میں تاخیر نہ کرو۔ یہاں تک کہ جان حلق کے اندر آ جائے (یعنی موت) اس وقت کہو کہ فلاں کو اتنا دے دینا اور فلاں کو اتنا دے دینا۔ حالانکہ وہ مال تو فلاں کا ہو چکا (یعنی دوسروں کا ہو چکا ہے) (بخاری)

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور پاکستان
جلد ۲۷ شمارہ ۴۶
جمعۃ المبارک ۱۹ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ
رئیس الادارہ
شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہ
مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
محمد سعید الرحمٰن علوی
عبدالرشید انصاری — کراچی
ظہیر میر۔ ایم اے ایل ایل بی
دفاتر
کراچی: انجمن خدام الدین بلڈنگ، بھی چورنگی ناظم آباد، کراچی ۲۱۱۴۴
لاہور: خدام الدین مرکز، اندرون شیرانوالہ دروازہ، فون ۶۲۹۸۴
بدل اشتراک
سالانہ — ۶۵ روپے
ششماہی — ۳۳ روپے
سہ ماہی — ۱۷ روپے
فی پرچہ ڈیڑھ روپیہ
سالانہ خریداری برائے غیر ممالک
سعودی عرب — ۲۰۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ، دوبی، اردن، شام — ۲۴۰ روپے
انگلینڈ، یورپ — ۲۹۰ روپے
امریکہ، آسٹریلیا، کینیڈا — ۳۶۵ روپے
افریقہ (بر اعظم) — ۴۰۵ روپے
ہندوستان، افغانستان — ۱۶۰ روپے
ناشر: مولانا عبید اللہ انور طابع الٰہی بخش
مطبع کامو پرنٹرز ۴۸۰ ڈی موری گیٹ لاہور

سینائی سے اسرائیلی افواج کا انخلاء

ان دنوں کی اہم ترین خبر مصری علاقہ سینائی سے اسرائیلی افواج کا انخلاء ہے۔

خلافت عثمانیہ کی بربادی کے بعد بین الاقوامی سازشوں کے بل بوتے پر عربوں کے قلب و جگر میں یہودیت کا خنجر پیوست کیا گیا جب سے اب تک عربوں کی اس سے متعدد لڑائیاں ہو چکی ہیں ۱۹۶۷ء کی جنگ اس اعتبار سے از حد پریشان کن تھی کہ دنیائے عرب کا بڑا علاقہ یہودیوں نے ہتھیا لیا — اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں السید جمال عبدالناصر پر جنہوں نے اس شکست کی ذمہ داری قبول کر کے استعفیٰ دے دیا۔ لیکن پوری دنیائے عرب میں ان کی واپسی کا مطالبہ ہوا نتیجۃً انہیں استعفیٰ واپس لینا پڑا۔ اس کے بعد اردن کی زمین پر اردنی افواج کے ہاتھوں تحریک آزادی فلسطین کے کارکنوں کے قتل کے سانحہ نے انہیں ہلا کر رکھ دیا۔ یہ سانحہ اس لئے بھی افسوسناک تھا کہ اس میں ہمارے یہاں کے بعض پردہ نشین بھی شامل تھے بہرطور ناصر مرحوم اس حادثہ کی نذر ہو گئے۔ انہوں نے اپنی حیات مستعار کے آخری لمحات میں اپنی حکمت عملی تبدیل کرنے کا اظہار تو کیا لیکن عملاً ایسا نہ کر سکے تا آنکہ ان کے معتمد خصوصی صدر انور السادات مرحوم نے پوری عرب برادری کی ہولناک مخالفت مول لے کر وہ کام کیا جس کی اہمیت کا عام لوگوں کو اندازہ نہ تھا۔ اس وجہ سے مرحوم سادات کو ایک مخصوص طبقہ کے غیظ و غضب کا شکار ہونا پڑا۔ حتیٰ کہ ان کی جان اسی وجہ سے گئی اور عقل و شعور سے عاری قاتل اس بات کو اپنا کارنامہ قرار دے کر اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ ناصر نے جس بات کا اظہار کیا سادات نے اسے عملاً پورا کر دکھایا

اور اب حسنی مبارک نے اسی پالیسی پر عمل پیرا رہ کر سارا سینائی خالی کرا لیا ——— اگر دنیائے عرب اسی طرح اجتماعی سوچ کے ساتھ آگے بڑھے تو انشاء اللہ ان کی مشکلات کا قضیہ جلد نمٹ جائیگا۔ بہرطور ہم مصری بھائیوں کو اس فتح و کامیابی پر ہدیہ تبریک پیش کرتے اور عالم اسلام کی بہتری کے لئے دعاگو ہیں۔

اساتذہ اور طلبہ

اساتذہ کا مسئلہ انتے دنوں سے الجھا ہوا ہے غریب اساتذہ کی تنخواہیں بند ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بیوروکریسی نے اساتذہ کی ہڑتال کو اپنی ناک کا مسئلہ بنا کر اس بھاؤ کو بڑھایا ہے۔ ان سطور کے چھپنے تک کیا ہوگا؟ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ مظلوم طبقہ جو قوم کے بچوں کو علم کی روشنی سے منور کرتا ہے وہ ہماری ہمدردیوں کا مستحق ہے۔ صدر ضیاء الحق اور مرکزی وزیر تعلیم کو ذاتی دلچسپی لے کر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہئے اور اساتذہ کے بقایا جات کی فوری ادائیگی کا اہتمام کرکے انہیں معاشی الجھنوں سے بچانا چاہئے اور ان کے جائز اور مبنی برحق مطالبات کو پورا کرنا چاہئے۔

اساتذہ کے ساتھ طلباء کے حلقوں میں اضطراب بڑھ رہا ہے۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ غیر محتاط اخباری رپورٹنگ کا ردِّ عمل جس شکل میں ہوا وہ مناسب نہ تھا لیکن اب جبکہ اخباری برادری اور طلبہ میں صلح ہوگئی ہے تو انتظامیہ کو چاہئے، کہ وہ بات کو بڑھاتے نہیں اور طلبہ کے معاملہ میں پدرانہ شفقت کا مظاہرہ کرے۔

میر رسول بخش تالپور

ایک شریف، باوقار اور علم دوست انسان کی حیثیت سے میر رسول بخش تالپور کا نام زندہ تھا۔ زندہ رہے گا گو کہ میر صاحب خود یکایک دل کے ہاتھوں ہار کر اگلی دنیا کو سدھار گئے۔

ہمیں مرحوم سے کسی دور میں بھی ذاتی نیازمندی یا دوستی کا تعلق نہیں رہا لیکن ہر چھوٹے بڑے سے ان کی خوبیاں سنیں۔ بلند مقاصد کے لئے جیل یاترا، قومی تحاریک میں حصہ داری اور غریب پروری جیسے معاملات ایسے تھے جنہوں نے میر صاحب کو یہ مقام بخشا تھا کہ ہر آدمی ان کا احترام کرتا۔

افسوس کہ موت کا بے رحم ریلا اس سدا بہار انسان کو بہا کر لے گیا۔ اللہ تعالےٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے ——— ان کے برادر بزرگ مرکزی وزیر دفاع میر علی احمد تالپور اور دوسرے متعلقین و لواحقین کو یہ صدمہ سہارنے کی توفیق دے۔ آمین!

انتقال پُر ملال

ہمارے ایک بڑے ہی مخلص اور کرمفرما حکیم صابر شاہ صاحب آف گھنگھوال ضلع سرگودھا اچانک انتقال کر گئے ——— مرحوم قبلہ جدامجد حضرت الحاج حافظ غلام یاسین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ اور مجاہد حریت جناب حکیم سیفی صاحب مرحوم کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ بڑے مخلص، مسلک میں پختہ اور اہل حق کے خادم تھے۔

اسی طرح ہمارے خدام الدین کے دیرینہ کرمفرما اور حضرت لاہوری قدس سرہٗ کے دیرینہ نیازمند منشی امام بخش صاحب (جناب محمد عبد اللہ ظفر اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر ڈیرہ غازی خاں کے والد) انتقال فرما گئے۔

ہر دو حضرات کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(علوی)

۳۰ر اپریل ۸۲ء

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب

علوی

ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ

بعد از خطبہ مسنونہ:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا۔

صدق اللہ العلی العظیم۔

محترم حضرات و معزز خواتین! آج سن عیسوی کے چوتھے مہینہ اپریل کی ۳۰ر تاریخ ہے تو کل پانچویں مہینہ مئی کی یکم تاریخ ہوگی برصغیر ہند و پاکستان کے حوالے سے یہ مہینہ انتہائی اہم ہے اور آپ حضرات خدام الدین کے سابقہ شمارہ میں بعض اہم ترین قومی واقعات پر ادارتی نوٹ ملاحظہ فرما چکے ہوں گے ——— آج جس مقصد کی خاطر میں آپ سے کھل کر گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ ہے اسلامی نقطۂ نظر سے آجر و اجیر کا باہمی معاملہ، ان کے حقوق و فرائض اور صنعتی میدان میں حالات کی بہتری اور اصلاح۔

وجہ وضرورت

ہم بحمد اللہ اسلام کے خادم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ دین ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے۔ اپنی ہزار عملی کمزوریوں کے باوجود۔ (جن کے دور ہونے کی ہم اپنے خالق حقیقی سے درخواست کرتے ہیں۔) یہ بات اپنی جگہ طے ہے کہ اسلام وہ دینِ فطرت اور نظام عدل ہے جو کل کی طرح آج بھی دکھی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرسکتا ہے۔ شرط عمل ہے نعرہ بازی نہیں اس لیے دعوت و تبلیغ کے میدان میں ہم نے ہمیشہ ان مسائل پر گفتگو کی لیکن افراط و تفریط کی مصیبتوں سے بچ کر، ہم نہ تو اس بات کے قائل ہیں کہ کوئی اپنے حقوق کا تقاضا کرے تو جھٹ اسکو کفر کے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے اور نہ اس کے حامی ہیں کہ فرائض سے پہلو تہی کرکے محض حقوق طلبی کا ہنگامہ بپا کیا جائے۔ جب افراط و تفریط کا عفریت منہ کھول لیتا ہے تو پھر مصائب جنم لیتے ہیں جن کا ردِ عمل خوفناک ہوتا ہے۔

کچھ عرصہ قبل شکاگو نامی ایک شہر میں حقوق طلب کرنے والے مزدور بھائیوں پر گولی چلی۔ ظاہر ہے گولی چلانے والی وہ انتظامیہ تھی جو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفاد کی ضامن تھی اور جسے اپنے ملک کی بڑی آبادی کے دکھوں کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ اس افسوسناک واقعہ میں کچھ مزدور کام آگئے بہ حیثیت انسان تمام تر ہمدردی کے باوجود ہم انہیں شہید تسلیم کرنے کو تیار نہیں کیونکہ شہادت وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس کی بنیاد ایمان و عقیدہ دینی ہے اس کے بغیر شہادت سے سرفرازی ناممکن ہے ——— بدقسمتی سے وہ مزدور دولتِ اسلام سے محروم تھے اس لیے اپنے مقصد کی خاطر ان کے جذبات کا احترام کرنے کے باوجود انہیں شہید قرار دینا کم از کم ہمارے بس میں نہیں۔ لیکن ان سے نفرت' یہ بھی غلط ہے اور یقین کریں کہ کمیونزم جیسی مصائب کی پہلی سیڑھی ہی نفرت ہے روس جو کمیونسٹ دنیا کا قائد و سردار ہے اس میں بھوک افلاس کی ماری ہوئی قوم کے ساتھ حقارت آمیز سلوک ہوا اور ایسا کرنے والوں میں جہاں جابر و مستبد حکمران تھے وہاں وہ مذہبی طبقہ بھی تھا جو گرجا کی چار دیواری میں تو سرمایہ دار اور ظالم کو جناب یسوع مسیح کے اقوال کے مطابق مجرم ثابت کرتا انہیں سانپ اور بچھو قرار دیتا اور اللہ تعالیٰ کی جنت سے محروم کہتا لیکن وہاں سے نکل کر

اس کا محافظ و نگران بنتا — اور "نظریۂ ضرورت" کے تحت اس کے جبر کو "آسمانی سند" فراہم کرتا — یہ مصیبتیں ہیں۔ جنہوں نے دنیا کا امن تباہ کر دیا اور دنیا کے نام نہاد بڑوں کی کشاکش اور فی الحقیقت ملّی بھگت نے انسانیت کو خوف و ہراس اور پریشانی و بے اطمینانی کے غار میں دھکیل دیا اور اس سے بڑا المیہ اسلام کے نام لیواؤں کا طرزِ عمل ہے۔ یہ بیادری نام محمد عربی صلوات اللہ تعالیٰ علیہ کا لیتی ہے لیکن اس ذاتِ پاک کی تعلیم سے اس سے زیادہ اور بھی کوئی نہیں ؟ عقیدۂ توحید جس کے لیے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہٖ وسلم نے بے پناہ تکالیف برداشت کیں مسلمان معاشرے میں وہی عقیدہ سب سے زیادہ مجروح ہے — وہ ذات پاک پیٹ پر پتھر باندھ کر جہاد کرتی لیکن اس قوم کے لیے محل سراؤں کا عیش و تنعم پاؤں کی زنجیر بن گیا۔ آج کا بوڑھا ہو یا جوان، مرد ہو یا عورت، وہ فکری گمراہی اخلاقی بے راہ روی اور بے عملی کا بُری طرح شکار ہے، فرائض دینی سے غافل، اخلاق و کردار سے محروم اور شرافت و نجابت سے کوسوں دُور، ہر معاملہ میں افراط و تفریط اس کا امتیاز بن کر رہ گیا۔ آجر و اجیر کے معاملہ میں یہی کچھ ہوا اسی وجہ سے صنعتی دنیا میں امن ناپید ہو گیا اور ملوں کے ریشم کے ڈھیر بننے کے باوجود دخترانِ وطن تار تار کو ترس رہی ہیں۔

یکم مئی جس دن شکاگو کے مزدور موت کی آغوش میں گئے اس کی مناسبت سے دنیا میں یہ دن مزدوروں کا دن قرار پایا — ہم نے سوچا اس موقع پر برادرانِ دین کو یہ سمجھا دیں اور بتلا دیں کہ جس طرح ہر طبقہ کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ اسلام ہے اسی طرح مزدور کو چین ملے گا تو اسی کی گود میں۔ لیکن ایک بار پھر یہ سن لیں کہ ایسا عمل سے ہوگا نعرہ بازی سے نہیں — مزدور کے حقوق و فرائض پر گفتگو سے قبل ذرا رزقِ حلال پر چند گذارشات سماعت فرمالیں۔

رزقِ حلال و طیب

سورۂ بقرہ کی آیت کا جو ٹکڑا آپ نے ملاحظہ فرمایا اس میں تمام انسانی برادری کو رزقِ حلال کھانے کا حکم ہے پھر چند آیت بعد خاص مسلمانوں کو اس طرف توجہ دلائی گئی اور انہیں خاص طور پر اس کا حکم دیا گیا حتیٰ کہ سورۂ مومنون میں انبیاء علیہم السلام جیسی جماعت کو اس کا حکم ہے۔ حالانکہ یہ جماعت ایسے قدسی حضرات کا نام ہے جو مشتبہ چیز کے قریب بھی نہیں جاتے لیکن یہ تاکیدات اس معاملہ کی اہمیت کے لیے ذکر کی گئیں۔ دوسرے انداز سے دیکھیں تو کہیں قرآن و حدیث میں ملاوٹ سے رکاوٹ و مخالفت کا حکم ہے۔

سنن ترمذی میں ہے :۔

حضور علیہ السلام غلّہ کے ڈھیر کے پاس سے جو گذرے اور اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا تو آپ کو نمی محسوس ہوئی مالک سے اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ بارش کے سبب یہ نمی ہے — رسالتمآب کا سوال یہ تھا کہ تر شدہ حصّہ کو اُوپر کیوں نہ رکھا ؟ تاکہ خریدار دیکھ لیتے اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا

جس نے ملاوٹ کی وہ ہم میں سے نہیں (روایت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اسی سلسلہ کی ایک لعنت ذخیرہ اندوزی ہے۔ سنن ابن ماجہ میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ذخیرہ اندوز، خطا کار ہوتا ہے (روایت معمر بن عبداللہؓ) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی روایت سنن ابن ماجہ میں ہی ہے کہ جو اشیاء ضرورت لوگوں سے روک لے اللہ تعالیٰ اسے کوڑھ اور افلاس میں مبتلا کر دیتا ہے — کم تولنے کی بیماری ہے تو جہاں قرآن مجید میں جابجا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی اس بے اعتدالی اور اس پر عذاب کا ذکر ہے۔ وہاں سورۂ مطففین کی ابتداء ایسے لوگوں کے ذکر سے ہے اور فرمایا کہ ایسے لوگ خرابی کا شکار ہوتے ہیں اس سلسلہ کا ایک خوفناک مرض رشوت ہے۔ آج پورا معاشرہ اس لعنت کا شکار ہے۔ سورۂ بقر کی آیت ۱۸۸ میں اس سے

سختی سے روکا گیا تو مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت کے بقول حضور علیہ السلام نے رشوت لینے والوں کو مستحق لعنت قرار دیا۔ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بقول حضور علیہ السلام نے فرمایا جس قوم میں سود رواج پا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کر دے گا اور جس قوم میں رشوت عام ہو جائے گی۔ اس پر رعب اور خوف طاری ہو جاتا ہے گا۔ (مسند احمد ج ۴ ص۲۰۵) اختیارات کا غلط استعمال بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے سرکاری گاڑی اور سرکاری ملازمین ذاتی مقاصد کے لیے استعمال کئے جائیں جیسا کہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے تو ایسا رزق کب حلال رہے گا۔؟

کام چوری کا مرض اتنا عام ہے کہ توبہ بھلی اور صنعتی میدان میں جو ابتلا اور افراتفری ہے اس میں جہاں سرمایہ دار کی ہوس، خدا خوفی سے بے نیازی، اخلاقی قدروں سے محرومی اور ظلم و جبر ہے وہاں مزدور کی کام چوری بھی ہے۔ مزدور بھائی بُرا نہ منائیں۔ ان کے ساتھ ہمیں ہمدردی ہے ان کی محبت میں اس ملک کے سرمایہ دار اور اس کے ایجنٹ کا ہر ظلم ہم نے برداشت کیا لیکن یہ بات کہے بغیر ہم نہیں رہ سکتے کہ حقوق طلبی کے ساتھ ساتھ فرائض کی بجا آوری کا بھی احساس کریں اس کے بغیر زندگی کی گاڑی کا ایک پہیہ سلامت نہ رہ سکے گا اور ظاہر ہے ایسی گاڑی کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتی۔ اس ضمن میں چند ارشادات سن لیں۔

مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۳۴ پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ کہ حضور قائدنا الاعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم فرماتے ہیں۔ بہترین کمائی کمانے والے ہاتھ کی ہے جب وہ کام خلوص سے کرے اور اسی کتاب کی جلد ۴ صفحہ ۱۴۱ پر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ امام الانبیاء، خاتم المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم سے سوال ہوا۔ سب سے پاکیزہ کمائی کونسی ہے ؟ فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور ہر جائز تجارت، اسی طرح امّ المؤمنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا ورضوانہٗ کی روایت صاحب سنن ابن ماجہ نے نقل کی کہ آپ نے فرمایا سب سے پاکیزہ کھانا جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے۔

مفت خوری

اس سلسلۂ کلام میں مفت خوری بھی آتی ہے اس کی ایک شکل گداگری ہے تو ایک شکل مختلف النوع فنکاروں کے وہ وظائف ہیں جو خزانۂ ملکی پر بوجھ ہوتے ہیں۔ کسی آرٹسٹ نے کسی صاحب بہادر کی اچھی تصویر بنا دی تو ملکی خزانہ کو نانا جی کی دوکان سمجھ کر دس بیس ہزار کا انعام دے دیا۔ کسی شاعر کا قصیدہ پسند آگیا تو اس کے ساتھ ایسا کر دیا — یا رنگین سازندہ ہو یا سارنگی بجانے والا، شاعر ہو یا موسیقار اور ان کے علاوہ کوئی بھی، جس طرح بھیک قومی اور اخلاقی جرم اور ضلالت و رذالت ہے۔ یہی معاملہ ان وظائف کا ہے ہاں کوئی صاحب بوڑھے ہو گئے، کوئی اپاہج ہے، معذور ہے تو ایسی شکلوں میں بیت المال ان کی ضرورتوں کا ضامن ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بوڑھے مجوسی کا جزیہ معاف کر کے الٹا بیت المال سے اس کا وظیفہ مقرر کر دیا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ ان کی جوانیوں میں ہم نے ان سے جزیہ لیا تو بڑھاپے میں یہ ہمارے تعاون کے مستحق ہیں لیکن اس استحقاق کا تعلق محض انہی افراد سے ہے جو کما نہ سکیں اور کچھ نہ کر سکیں۔

مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۹۸ کی روایت میں جہاں حضور علیہ السلام کا خطبہ درج ہے وہاں دینے والے ہاتھ کو لینے والے ہاتھ سے بہتر قرار دینے کا مقصد اسی طرف توجہ دلانا ہے کہ لوگ محنت کی عادت ڈالیں گداگری اور مفت خوری سے بچیں۔ (روایت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا "مانگنے سے یہ بہتر ہے کہ آدمی جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائے اور اپنے زیر کفالت افراد پر خرچ کرے — مفت خوری سے انسانی صلاحیتیں غارت ہوتی ہیں، سستی، تکاسل اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر انسان ہر آنے جانے والے پر نظر رکھتا ہے اور اسی ادھیڑ بن میں رہتا ہے کہ

شاید مجھے جیب سے نذرانہ نکال کر دے رہا ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ بغیر ضرورت سوال گویا دہکتے انگارے کھانا ہے۔ (مسند احمد جلد ۴، صفحہ ۱۶۵) ناگزیر مجبوری میں سوال کی اجازت بھی ہے جیسا کہ مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ پر ہے لیکن بچنا بہرطور بڑا کام ہے اسی کتاب کی جلد ۳ صفحہ ۹ پر ہے کہ جو اپنے آپ کو دنیا سے بے نیاز کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی بنا دیتے ہیں جو سوال سے بچے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسے ایسی صورت سے بچائیں گے۔ جو خود کفالتی کا متمنی ہو وہ ہو جاتے گا۔ سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بھیک مانگنے والے کا چہرہ خارش زدہ ہوگا اور ایک روایت ہے کہ ایسا کرنا اپنے چہرے کو زخم لگانا ہے۔

حرام کمائی کے متعلق حرف آخر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں کہ میرے آقا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کو تقسیم کر دیا جیسے اُس نے رزق بانٹ دیا۔ دنیا کا معاملہ ایسا ہے جو اللہ کو پسند ہے اسے بھی دیتا ہے اور جو ناپسند ہے اسے بھی دیتا ہے لیکن دین محض اسے ملتا ہے جو اسے پسند ہو قسم ہے اللہ کی کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اس کا دل اور زبان تسلیم و رضا کا شیوہ نہ اختیار کر لیں۔ اور مومن ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ ہو۔ شرارتوں کی وضاحت ظلم و زیادتی سے کی اور مزید فرمایا حرام خرچ کرنے والا برکت کا سوچے تو ناممکن۔ وہ حرام سے خیرات کرے اور اللہ قبول کرے؟ کبھی نہیں ہو سکتا۔ ایسی دولت چھوڑ کر مر جانے والا گویا اپنی جہنم کا زاد راہ چھوڑ کر گیا۔ سورہ بقرہ کی آیت ۲۶۷ میں ہاتھ کی اچھی اور پاکیزہ کمائی سے راہ خدا میں خرچ کا حکم ہے اور فرمایا گیا ہے جب تم نکمّا مال نہیں لیتے تو دیتے کیوں ہو۔؟ (مفہوم) اور پھر جناب صادق و مصدوق نے ایسی بات کہی کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ راوی حضرت ابوہریرہؓ ہیں۔ ارشاد ہے لوگوں پر ایسا دور آنے والا ہے کہ مال لیتے وقت حلال و حرام کی تمیز نہ ہوگی اور حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ میں نے آپ کی زبان مبارک سے سُنا۔

حلال واضح و ظاہر ہے، اسی طرح حرام، ان کے درمیان بعض چیزیں مشتبہ ہیں ان سے بچنا اپنے دین اور آبرو کو بچانا ہے اور ان میں پڑ جانا حرام میں مبتلا ہونا ہے کھیت کے باڑ کے پاس بکریاں چرائیں تو وہ کھیت میں بھی جا گھسیں گی۔ خبردار ہر بادشاہ کی باڑ ہوتی ہے اللہ کی باڑ، حرام چیزیں ہیں (کہ ان میں مبتلا ہو کر رُوح زخمی ہو جاتی ہے) (بخاری شریف)

ان حقائق پر غور کریں تو اسی ضمن میں مزدور کی بات سمجھ آ جائے گی وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتا ہے اس کی کمائی بڑی بابرکت ہے لیکن جب وہ کام چور بنے گا فرائض سے جی چرائے گا وقت پر نہیں آئے گا اور وقت سے پہلے چلا جائے گا کام کرنے میں خلوص نہیں برتے گا۔ میٹریل ضائع کرے گا تو پھر معاملہ دگرگوں ہوگا اور اگر ذمہ داری اور خلوص سے پابندیٔ وقت کے ساتھ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قدر ہوگی۔ معاشرہ اس کو آنکھوں پر بٹھائے گا۔ پھر سرمایہ دار اور صنعتکار کے ظلم و جبر کو دفع کرنا آسان ہوگا۔ بلکہ وہ ذرا حوصلے سے کام لے تو سرمایہ دار اپنی بنائی ہوئی چتا میں جل کر رہ جائیگا۔

سرمایہ دار کا معاملہ

محترم حضرات اس میں شک نہیں کہ عقیدہ کے عدم استحکام، اعمال صالحہ سے فرار اور اخلاقِ حسنہ سے گریز نے جہاں سارے معاشرے کی چولیں ڈھیلی کر دیں وہاں سرمایہ دار کا معاملہ بہت دگرگوں ہے اس کا معبود و مقصود اور سب کچھ دولت ہے اور وہ اس میں اندھا ہے وہ نامراد' مزدور کے خون سے اپنا محل تعمیر کرتا ہے لیکن مزدور کو پورا اجر و معاوضہ نہیں دیتا وہ گلشن اقبال سے لے کر

شادمان تک اور شادمان سے پارک وے تک جدید بستیاں اور عشرت کدے تعمیر کرتا ہے۔ وہ ناؤ نوش کی محفلیں رچاتا، کسٹم افسروں اور دوسرے متعلقہ محکموں کے افسروں سے مل کر اللے تللے کرتا ہے بلاشبہ دولت نے اس کو قساوتِ قلبی اور دنائت و بدبختی کی آخری سٹیج پر لا کھڑا کیا ہے اور پھر بدقسمتی سے انتظامیہ اس کی محافظ ہے اور وہ انتظامیہ کے بے ننگ و نام راشی، بددیانت اور کام چور افسروں کی گناہ آلود راتوں کے لیے راتب کا اہتمام کرتا ہے اور معاشرے کا خدانا آشنا پیر اور بے ننگ و نام واعظ گلوکار کے انداز میں وعظ کہہ کر اس کی کوٹھی میں رات گذارتا' اور صبح پادری کی طرح اسے جنت کا پروانہ دے کر چل کھڑا ہوتا ہے لیکن ان ساری چیزوں کے باوجود مزدور بھائی سب یہ کتنا ضروری ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں بُرا بننے سے بچنے کے لیئے اوقات و فرائض کا لحاظ رکھیں، سچ پوچھیں تو وہ مزدور جو دیانت داری سے کام کرتا' اپنی اہلیہ اور بچوں کا پیٹ پالتا اور نماز روزہ کی پابندی کرتا ہے خدا کی بارگاہ قدس کا مقرب ہے اس کی جوتی کی نوک پر وہ ارباب علم و معرفت قُربان کیے جا سکتے ہیں جو شاہوں کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوتے اور سرمایہ دار کے دسترخوان کے ریزوں پر تنور شکم کا سامان فراہم کرتے ہیں — مزدور بھائیو! سب سے پہلے اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کرو۔ وہ سب سے بڑی متاع ہے۔ ایسی متاع جو آج بھی کام آنے والی ہے تو کل بھی۔ مارکس و لینن کی تھیوریاں تمہارے دکھوں کا علاج نہیں یہ وہ سبز باغ ہیں۔ جن کا شکار ہونے والا ایمان جیسی متاع گراں بہا اور اخلاق کی دولت عظمیٰ سے محروم ہو کر قرون مظلمہ کا مادر پدر آزاد انسان بن جاتا ہے۔ یاد رکھو جس طرح سرمایہ دارانہ ذہنیت یہودی فکر و کاوش کی عکاس ہے اسی طرح یہ اجتماعی سرمایہ داری بھی اسی مغضوب و مردود قوم کی سوچ ناپاک کا نتیجہ ہے اس میں شک نہیں کہ سرمایہ داری نظام میں تمہارا استحصال ہوتا ہے تمہارا ہی کیا یہ طبقہ تو سب کا دشمن ہے۔ لیکن ایک دشمن سے گلو خلاصی کرانے کے لیے دوسرے دشمن کی گود میں گرنا عقل مندوں کا کام نہیں۔

اصلاح کا طریق

یاد رکھو تمہارے مفادات کے تحفظ کی ذمہ داری حکومت پر ہے وہ حکومت جو اسلام کے نظامِ عدل کی علمدار و پاسدار ہو منافقین کی طرح گلے پھاڑ پھاڑ کر وعظ و نصیحت کرنے والی انتظامیہ اور سڑکوں کے کنارے خوبصورت سائن بورڈ لگوانے والے افسران اور ان کے گماشتے اسلام کے نمائندے نہیں ہوتے، اسلام کے نمائندے ہونے کا معنیٰ ہے کہ قومی اور ذاتی ضرورت کے لئے چراغ الگ الگ ہو۔ قلم پنسل جدا جدا ہو۔ سٹیشنری الگ الگ ہو۔ قوم کے سرمایہ پر مقامات مقدسہ پر جا کر قلب و نظر کی بیٹریاں چارج کرانا دین نہیں، نمائشی سائیکل چلانا اور قوم کے دل و دماغ پر جبر کے پہرے بٹھانا دین نہیں — دین اس عمل و کردار کا نام ہے جس کی منادی سرکار دو عالم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آصحابہ وسلم) نے مکہ و مدینہ کی گلیوں میں کی اور جس کے چلتے پھرتے نمونے صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے — اس نہج کی حکومت تمہارے مفادات اور حقوق کا تحفظ کر سکتی ہے۔ تنخواہوں کا مناسب اہتمام اور دیگر بنیادی ضرورتیں فراہم کروانا ایسی انتظامیہ کا کام ہے اس انتظامیہ کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ فریقین کے حقوق و فرائض متعین کر کے اس پر سختی سے عمل درآمد کرائے اور ڈنڈی مار سرمایہ دار کی اکڑی ہوئی گردن اور رشوت دے کر فائل دبوانے والا ہاتھ قلم کر دے وہ ایسی عدالتوں کا انتظام کرے جو فی الفور جھگڑوں کو نمٹائیں، ایسا نہ ہو کہ دادا رٹ دائر کرائے تو پوتا فیصلہ سنے۔ آٹومیٹک پلانٹ کی خریداری سے قبل اس بات کا انتظام کرائے

کہ بے کار ہونے والے مزدوروں کا کیا بنے گا ؟ ان کی کھپت کے بغیر ایسی مشینری کی اجازت نہ دے ۔

تمہارا محسن پیغمبر دنیا کو کہہ رہا ہے کہ اے دنیا والو ! یہ تمہارے کارکن تمہارے بھائی ہیں ، اللہ نے انہیں تمہارے ماتحت تو کر دیا اب اپنے کھانے پینے اور پہننے میں ان کو شریک رکھو ۔ ان کی ہمت سے زیادہ کام نہ لو ، زیادہ بوجھ ہو تو ہاتھ بٹاؤ ۔ (بخاری)

اور وہ نبی خاتم مزدوری کے ساتھ ساتھ منافع میں تمہیں شریک ٹھہرا رہا ہے ۔ مثلاً ارشاد ہے "مزدور کو اس کے کام سے بھی حصہ دو" اسی طرح ارشادِ نبوی ہے :۔

"دھوپ اور گرمی نیز دھوآں برداشت کر کے تمہارے کارکن نے کھانا بنایا تو اسے کھانے میں شریک کر لو" (بخاری)

یہ وہ باتیں ہیں جو تمہیں کہیں نہ ملیں گی ——— یں ضرورت کے تحت

○ حکومت سے کہوں گا کہ وہ گومگو کی پالیسی چھوڑ کر سیدھا سادا اسلامی نظام نافذ کرے تا کہ ہر طبقہ مطمئن ہو ۔

○ سرمایہ دار اور متمول یہ سوچے کہ وہ کل مزدور کے مقام پر کھڑا ہو سکتا ہے ۔ دولت کے بل بوتے پر انسانوں کو حقیر نہ جانے اور ان سے شریفانہ سلوک کرے ۔

○ مزدور دیانت و خلوص کو اپنا شعار بنائے ۔

اس طرح یوم مئی کے حوادثات سے ہم بچ جائیں گے ۔ ورنہ یہ المناک واقعات رونما ہوتے رہیں گے ۔ اور ہم ان کی روک تھام نہ کر سکیں گے ۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اصلاح احوال کی نعمت سے نوازے ۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

ڈاکٹر سید محمد رضوان اللہ کی کراچی آمد

دارالعلوم دیوبند سے منسلک علماء کرام سے اپیل

کراچی ۲۶ راپریل ۔ ہندوستان کی مشہور علمی اور دینی شخصیت ڈاکٹر حافظ قاری سید محمد رضوان اللہ سابق صدر شعبہ دینیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی آج کل پاکستان تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب نے علی گڑھ یونیورسٹی سے محدث عصر استاذ الاساتذہ "حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی حیات اور علمی کارنامے" پر پی ، ایچ ، ڈی کی ڈگری حاصل کی ۔ جس پر اترپردیش کی اردو اکیڈمی نے آپ کو خاص ایوارڈ بھی دیا ۔ آپ ۱۹۷۵ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں صدر شعبہ سنی دینیات مقرر کیے گئے ۔ اور اسکالر شپ پر جامعہ ازہر مصر بھیجے گئے جہاں آپ علمی اور تحقیقی کام کرتے رہے ۔ جامعہ ازہر کے عربی ڈیپارٹمنٹ سے "عربی تاریخ اسلامی ہیں ڈ ہ بت کیا اور "دارالعلوم دیوبند واثرھا الاسلامی فی الہند" کے موضوع پر جامعہ ازہر ہی میں ایک تحقیقی مقالہ لکھا ۔ جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی جانب سے عربی میں شائع کیا جا رہا ہے ۔ اسی مقالہ میں مزید حالات واقعات کی شمولیت کے لئے آج کل آپ پاکستان میں تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ علماء دیوبند اور ان کے متوسلین حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اپنی معلومات فراہم کر کے ڈاکٹر صاحب موصوف کے ممنون ہوں ۔ اس سلسلہ میں مولانا محمد طیب خطیب سبیل والی مسجد بہادر یار جنگ سے رابطہ قائم کریں ۔ اوقات نماز کے علاوہ شام چھ بجے رات نو بجے تک فون نمبر ۱۵۸۱۷ ، پر رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے ۔

شراب پینے کے عذاب

کمال الدین ، مدرسہ جامعہ اسلامیہ ، شالامار ٹاؤن لاہور

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تحقیق شراب اور جوا اور تیر جو فال کے واسطے بانٹتے ہیں نجس ہیں ۔ شیطان کے کام ہیں ۔ پس تم ان سے پرہیز کرو ۔ شاید تم بھلائی پاؤ ۔ نہیں ارادہ کرتا ہے ، مگر شیطان کہ یہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی اور بُغض کو ، شراب پینے اور جوا کھیلنے میں اور تم کو پھیر رکھے اللہ کی یاد سے اور نماز سے ۔ پس آیا ہو تم باز رہنے والے ، یعنی اس سے باز رہو جو چیزیں نشہ والی ہیں ۔ وہ شراب میں داخل ہیں ۔ حدیث میں ہے کہ جو چیز نشہ لاوے وہ تھوڑی ہو یا بہت حرام ہے ۔ شراب پینے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر ، اسکے خریدنے والے پر خدا لعنت فرماتا ہے

نقل ہے کہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی راہ سے سونگھی جاتی ہے ۔ ایسی بُو تین گروہ سونگھنے نہیں پائیں گے ۔ شراب پینے والا ، ماں باپ کو رنج دینے والا ، زنا کرنے والا اگر بے توبہ مرے ۔ شراب خور مردار سے بھی زیادہ غلیظ ہو کر قبر سے نکلے گا اور اس کی گردن میں کوزہ لٹکے ہوئے ہاتھ میں پیالہ پکڑے ہوئے اس کے پوست اور گوشت میں سانپ بچھو بھرے ہوئے ، پاؤں میں آگ کی دو نعلین پہنے ہوئے ۔ ان دونوں نعلین کی سوزش سے اس کا دماغ سوزش کرتا رہیگا اس کی گردن میں آگ کے طوق کی رسی ہو گی اور وہ دوزخ میں فرعون ہامان کے نزدیک رہے گا ۔

جو آدمی شراب پیئے اس کی صحبت و محبت سے پرہیز کرو ۔ اگر شراب خور بیمار پڑے تو اس کی بیمار پرسی مت کرو ۔ پس قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کوئی شراب نہیں پیوے گا اور حلال نہیں جانے گا ، مگر وہ جو کافر ہوا ہے ۔ اس دلیل سے کہ فرمایا آپ نے یعنی جو شراب کو حلال جانے پس وہ تحقیق بیزار ہے مجھ سے اور میں بیزار ہوں اس سے اس لیے حق تعالیٰ اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر فرماتا ہے کہ دنیا میں جو شخص شراب پیئے گا یقیناً قیامت میں میں اس کو ایسا پیاسا رکھونگا کہ اس کا دل سوزش تپش سے جلے گا اور اس کی زبان نکل کر اس کی چھاتی پر پڑیگی اور جو شخص دُنیا میں میرے واسطے شراب چھوڑے گا عرش پر حظیرۃ القدس کے مقام پر اس کو میں جنت کی شراب پلاؤں گا ۔

نقل ہے کہ جب بندہ ایک مرتبہ شراب پیتا ہے اس کا دِل سیاہ ہو جاتا ہے ۔ جب دوسری دفعہ پیتا ہے ملک الموت اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب تیسری دفعہ پیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب چوتھی دفعہ پیتا ہے اسکے نگہبان فرشتے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب پانچویں دفعہ پیتا ہے حضرت جبرئیل اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب چھٹی دفعہ پیتا ہے اسرافیل اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب ساتویں دفعہ پیتا ہے میکائیل اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب آٹھویں دفعہ پیتا ہے تمام آسمان اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب نویں دفعہ پیتا ہے آسمان کے رہنے والے اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب دسویں دفعہ پیتا ہے جنت کے دروازے اس پر بند ہو جاتے

ہیں ۔ جب بارھویں دفعہ پیتا ہے عرش کے اٹھانے والے فرشتے اس سے بیزار ہوتے ہیں ۔ جب تیرھویں بار پیتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اس سے بیزار ہوتا ہے ۔ جس شخص سے خدا اور رسول اور تمام ملائک عرش و کرسی وغیرہ بیزار ہوں پس تحقیق وہ جہنم میں عذاب پانے والوں کے ساتھ ہلاک ہو گا اور جس کے شکم میں شراب جاوے اس کی سات روز کی نماز قبول نہ ہو گی ۔ اگر شراب اس کی عقل کو گم کر دے تو حق تعالیٰ چالیس روز کی نیکیاں اس کی قبول نہیں کرتا ۔ اگر وہ چالیس روز کے اندر مرجائے گا ، تو فاسق ہو کر مرے گا ۔ جب توبہ کرے البتہ قبول ہو گی اگر توبہ کر کے پھر شراب پیئے گا تو حق تعالیٰ اس کو طینۃ الخبال پلاوے گا ۔ اصحاب نے پوچھا ، یارسول اللہ ! طینۃ الخبال کیا چیز ہے ۔ فرمایا وہ دوزخیوں کا پیپ اور لہو ہے ۔ عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں جب شرابی کو دفن کرتے ہیں تو پھر اس کی قبر کو کھود کر دیکھو ۔ اگر اس کا منہ قبلے کی طرف سے پھرا ہوا نہ ہو تو مجھے قتل کر دو ، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب بندہ چار دفعہ شراب پیتا ہے حق تعالیٰ اس پر غضب میں آ کر اس کا نام سجین دوزخ میں لکھتا ہے اور اس کی نماز، روزہ، صدقہ و خیرات وغیرہ قبول نہیں ہوتا ہے ، مگر جب توبہ کرلے اور

دعوت اور حکمت دعوت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

خطبۂ مسنونہ کے بعد !

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ ○ (النحل ۔ ۱۲۵)

آپ اپنے پروردگار کی راہ کی طرف بلایئے حکمت سے اور اچھی نصیحت سے اور ان کے ساتھ بحث کیجئے پسندیدہ طریقہ سے بیشک آپ کا پروردگار (ہی) خوب جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور وہی ہدایت پائے ہوؤں کو (بھی) خوب جانتا ہے ۔

حضرات ! اللہ رب العزت کا یہ خطاب اپنے آخری نبی (صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم) سے، آخری امت کے لئے ہے کیونکہ اس امت کے بعد اور کوئی امت نہیں، یہ سورہ نحل کے آخری رکوع کی آیت ہے جس میں دعوت و ارشاد کے طریقہ کو بیان کیا گیا ہے، فرمان الٰہی ہے:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ ۔ (النحل ۔ ۱۲۵)

آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم و حکمت اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ بلایئے ۔

حکمت سے مراد ہے عقل، دانائی، سلیقہ، حسن تدبیر، سچی اور صحیح بات کو واضح کر کے دل میں اتارنے کا طریقہ، اس طرح کہ مداہنت یا موقعہ پرستی کا شائبہ نہ ہونے پائے، سیاست کا اس میں دخل نہ ہو، سیاست الگ چیز ہے اور حکمت و موعظت الگ ہے ۔

اپنے عہد میں خدا کے محبوب ترین بندہ موسیٰ علیہ السلام کو اُس عہد کے خدا کے مغضوب ترین بندہ ظالم و جفاکار فرعون کے پاس جانے اور دعوت دینے کا حکم ملتا ہے، لیکن سلیقہ اور نرمی سے بات کرنے کا حکم دیا جاتا ہے ۔

اِذْھَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّہٗ طَغٰی ○ (طٰہٰ ۔ ۴۳)

دونوں فرعون کے پاس جاؤ وہ بہت نکل چکا ہے ۔

اس سرکش اور طاغی کے ساتھ بھی دعوت کا کیا طریقہ اختیار کرنا ہے ؟

فَقُوْلَا لَہٗ قَوْلًا لَّیِّنًا ۔ (طٰہٰ ۔ ۴۴)

پھر اس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا

اگر توبہ نہ کرے گا تو اس کی جگہ دوزخ میں ہے ۔ حدیث میں ہے کہ قیامت میں زانیوں کو ، شرابیوں کو دوزخ کی طرف فرشتے کھینچ لے جاویں گے ۔ جب نزدیک پہنچیں گے تو دوزخ کے دروازے کھل جاویں گے ۔ زبانیہ فرشتے ان کا استقبال کریں دوزخ کے دروازے میں دنیا کے دنوں کے برابر ان کے منہ پر لوہے کے گرزوں سے ماریں گے پس شرابی دوزخ کی گہرائی میں پھینکا جائے گا اور چالیس برس تک اس کی گہرائی میں اترتا جائے گا ۔ درک اسفل تک بھی نہ پہنچے گا کہ اتنے میں آتش کی جلبی سے اسکو پہلے طبقہ کے سر پر پہنچاویں گے پھر زبانیہ کی مار کے سبب دوزخ کے قعر میں گر پڑے گا ، پھر جلبی اس کو اوپر لاویں گے ۔ اس کا پوست اکھڑ جاوے گا ۔ پھر خدا اللہ کے حکم سے عذاب کا مزہ چکھنے کے لیے پوست پھر آوے گا ۔ شرابی پیاس پیاس کر کے پکاریں گے زبانیہ جہیم کے گرم پانی کے پیالے لے کر نزدیک پہنچیں گے ۔ پیالوں میں خون جوش کرتا رہے گا جب شرابی خوشی خوشی ان پیالوں کو دیکھیں گے ۔ گرمی سے ان کی آنکھ اور منہ کا گوشت جدا ہو کر گر پڑے گا ۔ جب زبانیہ اس کو پلاویں گے ان کے دانت اور داڑھ سب گر پڑیں

شاید وہ (برغبت) نصیحت قبول کرے یا (عذاب الٰہی سے) ڈر جائے ۔

لَعَلَّہٗ یَتَذَکَّرُ اَوْ یَخْشٰی ○ (طٰہٰ ۔ ۴۴)

تاکہ وہ نصیحت پکڑے، یا سلیقہ کی بات سن کر اس کے دل میں خشیت و خوف پیدا ہو جائے اور اپنے کفر و طغیان اور شر و ظلم سے باز آئے، اگر بھلی بات کے کہنے کا انداز بری طرح ہو تو وہ کارآمد ثابت نہیں ہوتا، شاعر نے سچ کہا ہے ۔ ع

کہتے ہیں وہ بھلے کی ولیکن بُری طرح

بھلی بات کو بھلی طرح کہنا ہی حسن سلیقہ اور حکمت ہے، اگر مخاطب سے سوال و جواب بھی کرنا پڑے تو اس میں بھی سلیقہ ہونا چاہیئے، مناظرہ اور مجادلہ کے موقعہ پر بھی اس کی ہدایت ہوئی :

وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ○ (النحل ۔ ۱۲۵)

اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بحث کیجئے ۔

تاکہ سننے والے اور دیکھنے والے داعی کے طریقۂ استدلال سے متاثر ہوں، چاہے مخاطب پر اثر نہ ہو، اگر طریقۂ بحث و مجادلہ احسن طریقہ پر ہو گا تو مخاطب عقل سلیم اور نیک فطرت کی بناء پر خود متاثر ہو گا، اگر ایسا نہ ہوا تو بھی حاضرین و سامعین پر حسن مجادلہ کا ضرور اثر پڑے گا، یہی حقیقت آیت :۔

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا لِّلّٰہِ حَنِیْفًا ۖ وَلَمْ یَکُ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (النحل ۔ ۱۲۰)

بیشک ابراہیم بڑے مقتدا تھے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے بالکل ایک طرف کے ہو رہے تھے اور وہ شرک کرنے والوں میں نہ تھے ۔

سے بھی واضح ہوتی ہے، ان کو اس طریقۂ استدلال، سلیقہ، حکمت و موعظت ، اور احسن مجادلہ کے باوجود :۔

حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ۖ وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (آل عمران ۔ ۶۷)

طریق مستقیم والے (یعنی) صاحب اسلام تھے اور مشرکین میں سے (بھی) نہ تھے ۔

کا خطاب عطا فرمایا گیا، اس لئے کہ ان کی دعوت میں حکمت تھی، مداہنت نہ تھی، لینت تھی، سیاست نہ تھی، لہٰذا ایک مومن مسلمان کو بھی یہ طرز تبلیغ اختیار کرنا لازم ہے،

عقائد کی اصلاح کے لئے بھی "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ" کا طریق کار ہی مفید ہے، بات کتنی ہی ضروری اور لازمی ہو، داعی کے سامنے مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ مریض کا علاج

گے۔ جب وہ پانی پیٹ میں جاوے گا۔ انتڑیاں کٹ کر پاخانہ کی راہ سے گر پڑیں گی۔ پھر خدا کے حکم سے دانت، مُنہ کا گوشت و انتڑیاں اپنی جگہ پر قائم ہو جاویں گی۔ پھر زبانیہ ماریں گے۔ اسی طرح عذاب ہوتا رہیگا شرابی کی یہ خرابی ہے۔ نعوذ باللہ تعالےٰ منہا۔ حدیث میں ہے کہ شرابی کے گلے میں کوزہ اور کندھے پر طنبور لٹکا ہوا قیامت میں آوے گا۔ اسے فرشتے آگ کی سُولی پر لٹکا کر پکاریں گے کہ یہ فلانے کا بیٹا ہے فلانا ہے اور اس کے منہ کی بدبو سے موقف کے لوگ بیزار ہو کر فریاد کریں گے اور لعنت کرینگے پس زبانیہ اس کو سولی سے اتار کر دوزخ میں پھینکیں گے۔ وہ دوزخ میں ہزار برس رہے گا اور پیاس پیاس کر کے پکارے گا۔ حق تعالیٰ اس کے پینے کے واسطے بدبُو کا عرق بھیجے گا۔ شرابی شور مچائے گا کہ پروردگار اس عرق کو مجھ سے دور کر۔ حق تعالیٰ دُور نہ کرے گا۔ اتنے میں ایک آتش آ کر اس کو جلا کر راکھ کریگا۔ پھر حق تعالیٰ اس کو نیا پیدا کرے گا۔ ہاتھ میں زنجیر پاؤں میں بیڑی پہنے ہوئے اُوندھے منہ گھسٹتا ہوا اٹھے گا۔ پھر پیاس پیاس کر کے پکارے گا تو جحیم کا گرم پانی پلادیں گے۔ پھر بھوک بھوک پکاریگا سینڈھ کا طعام کھلاویں گے۔ وہ پیٹ میں جوش کرے گا اور مالک فرشتہ اس وقت آتش کی نعلین اس کو

کرنا ہے، اس میں پیار، نرمی، اور محبت ہو، سختی، درشتی، تیزی و تندی کی وجہ سے مریض تجربہ کار مشہور ڈاکٹر اور حکیم کے پاس جانے سے بھی ڈرتا ہے، علاج معالجہ کی بات ہی الگ ہے۔ امت کو پیغام ملتا ہے:۔

لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝ (التوبہ ۔ ۱۲۸)

(اے لوگو) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (البشر) سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہارے منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق (اور) مہربان ہیں۔

اس پر عمل کرنا آپ کے ایک امتی پر بھی لازم ہے، وہ دوسرے انسان کو حکمت عملی اور محبت اور پیار سے دعوت دے کر، سلیقہ سے سمجھا کر عقائد کی اصلاح کے لئے مائل وراغب کرے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکر تبلیغ اور دل سوزی کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی اٰثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفًا ۝ (الکہف ۔ ۶)

(اے پیغمبر!) تمہاری حالت تو ایسی ہو رہی ہے کہ جب لوگ یہ (واضح) بات بھی نہ مانیں تو عجب نہیں ان (کی ہدایت) کے پیچھے مارے افسوس کے اپنی جان ہلاکت میں ڈال دو (حالانکہ یہ ماننے والے نہیں)۔

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۝ (الشعراء ۔ ۳)

کیا آپ اپنی ذات کو ان کے ایمان لانے کی خاطر ہلاکت میں ڈال دیں گے؟

آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت، اور دردِ دلی تھا کہ ایک ایک آدمی اپنے مالک مختار کے آستانہ پر سر جھکائے، اور کوئی اس در سے محروم نہ جائے، آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے فرمایا کہ:۔

لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من حمر النعم۔

سرخ اونٹوں سے بھی کہیں بہتر ہے کہ ایک آدمی کو تمہارے ذریعہ سے ہدایت ہو جائے

مبلّغ کو بھی ایک دردمند اور دانشمند ڈاکٹر اور معالج کی طرح مریض کا خیر اندیش بن کر علاج کرنا ہے، حکیم یا ڈاکٹر کا مقصد مریض کو مارنا نہ ہو بلکہ صحت یاب کرنا ہونا

پہناوے گا۔ اس سے دماغ پگھل کر کان کی راہ سے نکل پڑے گا اور اس کے مُنہ سے آگ کی چیخ نکلے گی۔ شکم کی آلائش تمام دونوں قدموں کے نیچے گر پڑے گی۔ پس آتش کے تابوت میں قید کریں گے۔ اس میں ہزار برس عذاب پاوے گا۔ اور پکارے گا یا ربّاہ آتش مجھے کھا گئی۔ پروردگار جواب نہ دے گا۔ افسوس صد افسوس کہ فریادی پکارے اور فریاد رس جواب نہ دے۔ رحم نہ کرے۔ پھر پیاس پیاس پکارے گا مالک پیالہ لاویگا۔ جب اس کو ہاتھ میں لے گا۔ اس کی سوزش سے ہاتھ کی انگلیاں گر پڑیں گی۔ جب پانی کو دیکھے گا آنکھ اور گال گر پڑیں گے ہزار برس کے بعد اس تابوت سے نکال کر بندی خانہ میں قید کریں گے۔ اس میں ہزار برس رہے گا اور عذاب پاوے گا۔ اس قید خانہ میں اونٹ کی مانند سانپ اور بچھو بھرے ہیں۔ پس آتش کا ٹوپ سر پہ آتش کے نعلین پاؤں میں پہنا دیں گے۔ ہزار برس کے بعد اس بندی خانہ سے نکال کر جہنّم کی وادی میں ڈالیں گے وہ وادی حرارت اور گرمی سے بھری ہے۔ اس کی گہرائی کی انتہا نہیں۔ اس میں تمام طوق و زنجیر، سانپ و بچھو بھرے ہیں۔ اس وادی میں ہزار برس عذاب پاوے گا۔ پھر وا محمّداہ کر کے پکارے گا۔ تب حضور فرمائیں گے

چاہیئے عقیدۂ توحید کی بات تو بالکل صاف کہی جائے، اور شرک کی تردید بھی ہو، لیکن دوا کی مناسب خوراک ہو، اگر دوا زیادہ تیز یا مقدار میں زیادہ، دی گئی یا یکدم کھلادی جائیگی، یا قوت برداشت سے زیادہ ہوگی تو مریض کا کام تمام ہو جائے گا، چونکہ بات واقعات سے مربوط ہو کر زیادہ خوبی کے ساتھ سمجھ میں آتی ہے، اس لئے دو ایک واقعات سنئے:۔

دیکھئے اللہ کے بندے جن کے دلوں میں عشق الٰہی کی آگ لگی تھی، وہ بھی حکمت سے کس طرح کام کرتے رہے ہیں، شیخ جمال الدین ایرانی کہیں جا رہے تھے، تاتاریوں نے اسلامی سلطنتوں کو تاراج کیا تھا، اتفاق سے اسی روز ایک تاتاری شہزادہ تغلق تیمور شکار کھیلنے نکلا ہوا تھا، اور یہ تاتاری شہزادہ چغتائی شاخ کا ولی عہد تھا، جو ایران پر حکومت کر رہی تھی، شہزادہ کی شکارگاہ میں جب شیخ جمال الدین اتفاقاً داخل ہو گئے اور پہرہ دار ان کو پکڑ کر شہزادہ کے سامنے لائے تو شہزادہ نے ایک مسلمان فقیر صورت دیکھ کر اور وہ بھی ایرانی کو دیکھ کر (جس کو تاتاری اس وقت بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے) بدشگونی لی، اور غصہ سے پوچھا، بتاؤ میرا یہ کتا اچھا ہے، یا تم؟ شہزادہ نے غیظ و غضب سے بات کی تھی، شیخ جمال الدین نے سنجیدہ انداز میں جواب دیا، انھوں نے فرمایا: اس کا قطعی فیصلہ کرنے کا یہ موقعہ نہیں، شہزادہ بولا، پھر اس کا کونسا موقعہ ہوگا؟ فرمایا وہ میرے خاتمہ یعنی وفات کے وقت ہی واضح ہوگا، اگر میں کائنات کے پیدا کرنے والے مالک وحدہٗ لاشریک کی صحیح معرفت اور اقرار پر فوت ہوا تو میں آپ کے کتے سے بہتر ثابت ہوں گا، بصورت دیگر یہ کتا ہی مجھ سے بہتر اور خوش قسمت ہوگا، ان کے اس جواب نے شہزادہ کے دل پر ایک چوٹ لگائی، شہزادہ نے شیخ سے کہا، جب تم سنو کہ میں تخت نشین ہوا ہوں تو اس وقت مجھ سے آکر ملنا، شیخ جمال الدین کا شہزادہ کی ولی عہدی ہی کے زمانہ میں دنیا سے کوچ کرنے کا وقت آگیا، آپ نے اپنے بیٹے کو بلا کر کہا کہ میں دنیا سے رخصت ہوتا ہوں، جو کام میرے ذمہ تھا، وہ ادھورا رہا شاید تم اس کو پورا کر سکو، اور یہ تمام واقعہ بیان کیا۔

شیخ جمال الدین کی وفات کے بعد جب ولی عہد کی تاج پوشی ہوئی تو پھر شیخ کے فرزند اپنے والد بزرگوار کی وصیت پورا کرنے کی خاطر روانہ ہوئے، شاہی محل کے دروازہ پر سپاہیوں نے ٹوکا اور دروازہ سے ہٹایا، آپ نے ایک درخت کے نیچے مصلی بچھایا، اور علی الصباح اذان دی، جس سے بادشاہ کی آنکھ کھل گئی، تحقیقات پر معلوم ہوا کہ کوئی مسکین صورت آدمی باہر بیٹھا ہے، اس نے ہی یہ آواز لگائی ہے، جس سے بادشاہ کی نیند میں خلل پڑا، بادشاہ نے غصہ ہو کر اس کو گرفتار کر کے لانے کا حکم صادر کیا، چنانچہ ان کو پکڑ کر سپاہی بادشاہ کے پاس لائے، پوچھنے پر انھوں نے اپنے والد کا سلام پہونچا کر بتایا کہ

اے پروردگار وہ آدمی میری شفاعت چاہتا ہے، تو اپنے فضل وکرم سے مغفرت کرے تو چھٹکارا ہے ۔

عربی کا شعر جس کا ترجمہ یہ ہے

توبہ کر اے بندہ اطاعت کرنے والے
اور نہ ڈوب تو لذّتِ گناہوں میں ۔

روایت ہے کہ شیخ عبدالعزیز دیربیؒ کہتے ہیں کہ میں ایک رات مسجد میں جاتا تھا ۔ کتنی عورتیں روتی ہوئی کھڑی تھیں ۔ مَیں نے پوچھا، تم کیوں روتی ہو ۔ بولیں ایک شخص جانکنی میں ہے کلمۂ شہادت بہت تلقین کیا ۔ وہ زبان نہیں کھولتا ہے ۔ اگر تم تلقین کرو تو شاید کہے اور تم کو ثواب ہو گا ۔ میں نے وہاں جاکر کتنی بار تلقین کیا ۔ بعدہٗ اس نے آنکھ کھول کر لَا اِلٰہ اِلاّ اللّٰہ مجھ سے سُنتے ہی کہا، مَیں اسلام سے بیزار ہوں اور ایک چیخ ماری ۔ پس اسی چیخ میں اس کی رُوح نکل گئی ۔ مَیں نے لوگوں کو اس احوال کی خبر دی ۔ ان لوگوں نے کہا ۔ اس کے جنازے کی نماز مت پڑھو مسلمانوں کے قبرستان میں مت دفن کرو ۔ کیونکہ یہ کافر ہو کر مرا ہے ۔ پھر میں نے اس کے لوگوں سے پوچھا کہ یہ شخص کیا عمل کرتا تھا ۔ سب نے کہا کہ اس کے تمام کام نیک تھے ۔ لیکن شراب پیتا تھا ۔ مَیں نے کہا اسی سبب سے اس کا ایمان گیا ۔ بس اب توبہ کرو ۔ پھر کبھی شراب

میں شہادت دیتا ہوں کہ ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا، اور اس سوال کا جواب مل گیا، جو آپ نے کیا تھا، اور شکار کا واقعہ جو ولی عہدی کے زمانہ میں پیش آیا تھا یاد دلایا، بادشاہ کے دل پر اب دوسرا چرکا لگا، اور فوراً اپنے اسلام لانے کا اقرار کر کے اپنے وزیر سلطنت کو بلایا، اور اسے یہ قصہ کہا، وزیر نے جواب دیا کہ میں تو پہلے ہی مسلمان ہو چکا ہوں، مگر میں نے اس کو پوشیدہ رکھا تھا، اس طرح ایران کی یہ چغتائی تاتاری شاخ تمام اہل کاروں، فوج سمیت حلقہ بگوش اسلام ہوئی[1]، اس طرح ایک اللہ والے نے ایرانی تاتاری سلطنت میں اسلام کو کیسے پھیلایا کہ ساری کی ساری تاتاری قوم مسلمان ہو گئی ۔

ایسے ہی ایک دوسرا واقعہ ہے کہ مولانا یحییٰ علی صاحب جو حضرت مولانا ولایت علی صاحب صادقپوریؒ[2] کے تربیت یافتہ تھے، اور ان کو مجاہدین سرحد کی مدد کرنے کے الزام میں (جنھوں نے حضرت سید صاحب کے بعد ان کا کام جاری رکھا تھا) ۱۸۶۴ء میں پھانسی کی سزا ہوئی تھی، وہ انبالہ جیل کی ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں محبوس تھے جس میں ہوا اور روشنی کے لئے کوئی راستہ نہ تھا، سخت گرمی کے دن تھے، جیل افیسر معائنہ کے لئے آیا تو اس کو خیال ہوا کہ ایسے حال میں تو یہ مر جائیں گے، مقدمہ ابھی باقی ہے، اس نے حکم دیا کہ دروازہ کھلا رہے، اور سنتری پہرہ پر کھڑے رہیں، یہ سنتری بالعموم سکھ یا گورکھا ہوتے تھے، وہ جہاں اپنی ڈیوٹی سنبھالتے، آپ ان کو مخاطب کر کے حضرت یوسفؑ کا وعظ توحید سنانے لگتے :-

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۝ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۝ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۝ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (یوسف ۔ ۳۹ ۔ ۴۰)

اے قیدخانہ کے رفیقو! متفرق معبود اچھے یا ایک معبود برحق جو سب سے زبردست ہے وہ اچھا، تم لوگ تو خدا کو چھوڑ کر ۔ صرف چند بے حقیقت ناموں کی عبادت کرتے ہو، جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے (آپ ہی) ٹھہرا لیا ہے، خدا تعالیٰ نے تو ان (کے معبود ہونے) کی کوئی دلیل (عقلی یا نقلی) بھیجی نہیں، (اور) حکم دینے کا اختیار (صرف) خدا

[1] اس واقعہ کو ایرانی مورخین اور پروفیسر آرنلڈ نے اپنی کتاب (PREACHING OF ISLAM) "دعوت اسلام" میں الفاظ کے تھوڑے فرق کے ساتھ بیان کیا ہے، مقرر نے اپنی کتاب "تاریخ دعوت و عزیمت" جلد اول میں اس کو نقل کیا ہے نیز ملاحظہ ہو "تاریخ رشیدی" از مرزا محمد حیدر

[2] مولانا ولایت علی صاحب حضرت سید احمد شہید کے خلفائے کبار میں تھے

کا نام مت لو ۔ اگر کافر ہو کر مرنا ہے تو تم کو اختیار ہے ۔

اے بھائیو! شرابی کی صحبت سے بچو ۔ اس کی دوستی کو آخرت کی خرابی سمجھو ۔ اس کے ساتھ مت مل بیٹھو ۔ بات مت کرو ۔ کسی چیز کی مدد مت کرو ۔ حدیث شریف کے موافق عمل کرو ۔ پناہ مانگتے ہیں ہم ساتھ اللہ برتر کے اس سے ۔ اے اللہ! بچا ہم کو ان تمام چیزوں کی بُرائی سے ۔

مولانا مفتی محمد خلیل کا انتقال

انا للہ و انا الیہ راجعون

گوجرانوالہ کے بزرگ عالم دین در مدرسہ اشرف العلوم باغبان پورہ گوجرانوالہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد خلیل صاحب گذشتہ دنوں اپنی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے کہ ۲۰ ۔ اپریل کو جمعہ کی نماز حرم پاک میں ادا کرنے کے بعد حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال فرما گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔

ی صاحب مرحوم دارالعلوم

ہی کا ہے (اور) اس نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو یہی (توحید) کا سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

وہ ان آیات کی تلاوت اور تشریح فرماتے یہ سن کر ان پہرہ داروں کے آنسو نکل پڑتے اور ان پر سناٹا چھا جاتا، اور جب ان کا پہرہ بدلا جاتا تو وہ خوشامد کرتے کہ ان کو یہیں رہنے دیا جائے اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں کتنے بندگان خدا کے دل میں توحید کا بیج پڑ گیا اور ان کو ایمان نصیب ہوا ۔

اسی طرح مولوی محمد جعفر صاحب کو جب "کالا پانی" کی سزا ہوئی تو کوئی غم، فکر ان کے چہرہ پر نمودار نہ تھا، انگریز تماشائیوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ انھوں نے فرمایا، یہ موت نہیں شہادت ہے، جو ایک ایسی نعمت ہے، جس کے مقابلہ میں تمام دنیا کی سلطنت ہیچ ہے، وہاں بھی وہ تبلیغ دین حکمت سے انجام دیتے رہے جیل اور پورٹ بلیر میں بھی وہ اور ان کے رفقائے کرام توحید کی دعوت اور تبلیغ کرتے رہے، اور بہت سے بندگانِ خدا نے ہدایت پائی، مولانا یحییٰ علی صاحبؒ کے پاس ایک رات ایک بدکردار، بدنام قیدی کا بستر آگیا، جب اس نے مولانا کی عبادت گذاری، اور دعائیں اور آہ وزاری دیکھی تو وہ بھی تائب ہوا، اور تہجد گذار بن گیا، اسی طرح جیل میں بیسیوں بندگانِ خدا کو ہدایت ہوئی اور ان کی زندگی بدل گئی ۔

اس طرح اللہ کے بندوں میں جب دل کا سوز، اور دماغ کی روشنی ہو، اور دونوں مل کر کام کریں تو پھر نتیجہ واضح ہے، اگر ایک شکاری جانور کو شکار کرنے کے لئے حکمت استعمال کرتا ہے، تو ایک مبلغ اپنے مقدس کام میں حکمت سے کام کیوں نہ لے جو اس سے بہتر مقصد رکھتا ہے، شرک سب سے بڑا مہلک مرض ہے، اس کا علاج بھی حکمت سے کرنا لازم ہے، لہجہ نرم ہو مگر بات سچی ہو، تاکہ سننے والا مانوس ہو تو علاج کا اثر جلد ہو گا، شرک ہی کے متعلق اعلان ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۝ (النساء ۔ ۱۱۶)

بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو نہ بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں جس کے لئے منظور ہو گا وہ گناہ بخش دے گا ۔

دیوبند کے فاضل، شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحؒ کے شاگرد اور حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مجاز تھے۔ تقریباً ۶۵ برس عمر تھی۔ زندگی بھر تعلیم و تبلیغ اور اصلاح و ارشاد کے مشاغل میں منہمک رہے۔ ان کا قائم کردہ مدرسہ اشرف العلوم ملک کے اہم مدارس میں شمار ہوتا ہے اور ان کے شاگردوں اور مریدوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔

مولانا مفتی محمد خلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک بھائی مولانا فضل الٰہی منڈی پھلروں ضلع سرگودھا میں ایک اہم دینی درسگاہ کے مہتمم ہیں جبکہ مرحوم کے بڑے صاحبزادے مولانا محمد نعیم اللہ فاضل جامعہ اشرفیہ مدرسہ اشرف العلوم کی نظامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور ان کے تین چھوٹے بھائی قاری معین الدین، قاری فخر الدین اور قاری ظہیر الدین بابر بھی تعلیم و تعلم کے مراحل طے کر رہے ہیں۔

حضرت الشیخ مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے مولانا مفتی محمد خلیل رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور ان کی دینی و ملی خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے۔

توہم پرستی اور مخلوق پرستی سے نکالنے کے لئے جتنی نرمی برتی جائے مناسب ہے، ایک پورے شہر پورے ملک کو حکمت ہی سے خدا کے صحیح راستہ پر لایا جاسکتا ہے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جب سنا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھ کر کہا:۔

الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحلُّ الکعبۃ الیوم اذلّ اللہ قریشا۔	آج رن کا دن ہے، آج کعبہ میں ازادی کے ساتھ عمل کیا جائے گا، آج اللہ نے قریش کو ذلیل کیا ہے۔

تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بدلے "الیوم یوم المرحمۃ الیوم یعز اللہ قریشا ویعظم اللہ الکعبۃ" (آج رحمت عام کا دن ہے، آج اللہ قریش کو عزت دے گا، آج کعبہ کی عزت بڑھائی جائیگی) کا اعلان فرمایا، اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے جھنڈا لے کر ان کے بیٹے کو دیا، جھنڈا پکڑنے میں باپ کی جگہ بیٹے کا ہاتھ آیا، تو اس حکمت عملی نے ابوسفیان کے دل میں تلاطم پیدا کر دیا، آپ نے ان کے گھر کو جب دارالامان کا درجہ دیا، تو ابوسفیان کی دشمنی محبت اور دوستی سے بدل گئی، اب حکمت کا اندازہ کر لیجئے، ابوسفیان کو جو یہ اعزاز بخشا گیا، تو ان کی نفرت کی آگ ٹھنڈی ہوئی، اور دل کے دروازے کھلے، تاریخ و تذکرہ کی کتابیں بتاتی ہیں کہ ہمارے بزرگ جس راستہ سے گذرے توحید کی تبلیغ اور بدعات و شرکیات سے پرہیز کا وعظ کہتے ہوئے گزرے، جو بھی قافلہ ہمارا جہاں سے گذرا وہاں توحید کی ہوا چلی، حضرت سید علی ہمدانی، سید عبدالرحمٰن بلبل شاہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کشمیر کی گل پوش و گل پاش وادی یا چشموں کی سیرابی کا نظارہ کرنے نہیں آئے، بلکہ کوہستانوں، لق و دق بیابانوں، خارزار وادیوں کو قطع کر کے کلمۂ حق کی اشاعت و تبلیغ کی خاطر آئے، جس کے نتیجہ میں آپ کشمیر میں لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کو توحید کا حلقہ بگوش پاتے ہیں، میں نے یہی بات ذرا تفصیل سے جامع مسجد کی تقریر میں کہی تھی، اخباروں میں شایع ہوا کہ میں نے سارے کشمیریوں کو مشرک بتایا، بھلا مجھے بلا تحقیق اس کا کیا حق تھا، اور میں مسلمانوں کو بیک زبان کیسے کافر کہہ سکتا ہوں، میری پوری تقریر اس مجموعہ میں شامل ہے۔

توحید کی دعوت میں اُنس پیدا کیا جائے، اختلافی مسائل کو درمیان میں نہ لایا جائے، اختلافی مسائل میں ترجیح الگ بات ہے، علمی اختلاف کی گنجائش بہرحال ہے، وہ بعد میں ہوگا، پہلے توحید کا مضمون لانا ہے، آستانۂ الٰہی پر سر جھکانا ہے، علمی اختلاف کا موقعہ اس کے بعد ہے، بزرگوں کا کام توحید پھیلانا اور شرک و بدعت کو دور کرنا ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے ایک بڑے شیخ طریقت تھے جو مسلک حنفی پر عمل کرتے تھے، ایک اہل حدیث عالم ان کے مرید ہوئے اور رفع یدین چھوڑ دی، مولانا کو خبر ہوئی تو فرمایا، اگر آپ کی تحقیق رفع یدین سے متعلق بدل گئی ہے تو الگ بات ہے، لیکن اگر میری وجہ سے چھوڑ دی ہے، تو میں سنت چھوڑنے کے لئے نہیں کہہ سکتا ہوں۔

آپ کو دیکھنا ہے کہ اللہ کی مخلوق کہاں جا رہی ہے؟ اور سب سے بڑی بات قرآن و حدیث کی تبلیغ ہے، یہی چیز دعوت و تبلیغ کی اصل و اساس ہونی چاہیئے، مسلکی خصوصیات اس کے بعد آتے ہیں، مسلمان تعداد میں بہت بڑھ گئے ہیں لیکن جذبۂ دین وہ نہ رہا جو پہلے تھا، عامۃ المسلمین کے لئے کوئی خطرہ ہو تو اس کے لئے سب سینہ سپر ہو جائیں، اس بات کا خیال رہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کی جائے، ہمیشہ وسعت قلبی کا ثبوت دیا جائے، نفرت نہ پھیلائی جائے۔

صادقپوری اور غزنوی خاندان کے حضرات اہل حدیث علماء تھے، ان میں مولانا ولایت علی، مولانا احمد اللہ، مولانا یحیٰی علی، مولانا عبدالرحیم، مولانا سید عبداللہ غزنوی، مولانا عبدالجبار غزنوی جیسی دیندار اور خدا دوست ہستیاں تھیں، کہ ان کے چہروں سے نور ٹپکتا تھا، اور ان کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا، انھوں نے ہندوستان بھر میں کس طرح موعظت و حکمت یا بضرورت استدلال و اثبات سے لوگوں کے عقائد کی تصحیح کی۔

امرتسر میں ندوہ کا جلسہ تھا جس میں ہندوستان کے چوٹی کے علماء شریک تھے، علامہ شبلیؒ کا زمانہ تھا، صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمٰن خاں شروانی صاحب کی زبانی میں نے سنا ہے کہ صبح مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی کا درس قرآن ہوتا تھا، نماز فارسی میں درس دیتے تھے، مولانا شبلی ایک مرتبہ شریک ہوئے تو مولانا شروانی سے کہا، جس وقت مولانا عبدالجبار صاحب اللہ کا نام لیتے تھے تو روح و جسم میں ایک بجلی سی دوڑ جاتی تھی اور دل چاہتا تھا، کہ سر ان کے قدموں پر رکھ دیا جائے۔

ہندوستان پر خدا کی ایک بڑی رحمت شاہ ولی اللہؒ کا خاندان تھا، جس نے قرآن و سنت کو رواج دیا، اور شرک و بدعت کا قلع قمع کیا، ترجمۂ قرآن کرنے پر ان کی سخت مخالفت کی گئی، مگر وہ اللہ کے بندے کب دعوت دین سے ہچکچانے والے تھے؟ اس خاندان میں شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ رفیع الدین، شاہ اسماعیل، شاہ اسحاق جیسے علمائے ربانیین اور مجاہدین پیدا ہوئے۔

مولانا اسماعیل شہیدؒ کے صرف ایک وعظ سے ایک جلسہ میں بیسیوں طوائف اور

حضرت سیّد احمد شہیدؒ
کو
مفتی محمد حسین نعیمی
کا
خراجِ عقیدت

بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ۶ مئی ۸۲ء

نیشنل سنٹر میں سید احمد شہید بریلوی کی تحریک کے موضوع پر ایک تقریب سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے ممتاز عالم دین اور مجلس شوریٰ کے رکن مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا کہ جہاد اور جذبہ ایمان سید احمد شہید بریلوی کی تحریک کا ایک اہم جزو تھا انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو جہاد کی ہمیشہ ضرورت رہی ہے اور اس جذبہ سے تحریک احیاء اسلامی اور قریب ہو جاتی ہے — اس تقریب سے مولانا متین ہاشمی، پروفیسر اسلم، طاہر علی اور نوخیز ظفر نے بھی خطاب کیا۔

انہوں نے کہا کہ شہید بریلوی نے لاکھوں گمراہ لوگوں کو صراطِ مستقیم پر چلایا۔ انہوں نے آسائش کی زندگی ٹھکرا کر غریب کی زندگی کو اپنایا ... شرک کو مٹانے کے لئے ... کا نذرانہ پیش کیا۔

بیشتر در عورتیں نیکوکار اور پارسا بن گئیں، تفصیل میری کتاب "کاروان ایمان و عزیمت" میں دیکھئے۔

تقریر کے اختتام پر جمعیت کے ناظم تبلیغ صوفی محمد مسلم صاحب نے اقبال کا یہ شعر پڑھا — اسی پر یہ تقریر ختم کی جاتی ہے کہ اس میں تقریر کی روح آگئی ہے۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

اشعار

شاعرِ انقلاب علامہ انور صابری

منقول آزادی نمبر "اخبار آزاد" مورخہ ۲ ربیع الاوّل ۱۳۶۶ھ

عطا کردہ: حضرت مولانا عبد الرحیم صاحب اشعر

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلویؒ

ولی اللہ علم و حکمت اسلام کا معدن — شگفتہ جس کے دم سے ہند میں اسلام کا گلشن
نظر رکھتے ہوئے تفسیر انّ اللہ معنا پر — دیا اپنی جماعت کو اسے درس لاتحزن

حضرت سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ بریلوی

عشق ہے مردِ مجاہد کے لیے رُوحِ حیات — علم بے عشق کی اسلام میں قیمت کیا ہے
عشق کا مرکزِ تکمیلِ وفا ہے دراصل — سیّد احمدؒ کی زمانہ میں شہادت کیا ہے

شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

اپنے اسلاف کی میراث شجاعت کیلئے — منزلِ عشق میں جو خوف سے تھا بیگانہ
ہو گیا عشق کی معراج عمل پر قربان — شمع آزادی ملّت کا وہی پروانہ

حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

علومِ مصطفیٰؐ کا قاسم خیرات رُوحانی — فروزاں جس کے سینے میں چراغِ بزمِ ایمانی
بغاوت قوتِ باطل سے جس کا مقصد ہستی — سن اٹھارہ سو ستاون کی تحریک کا بانی

شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ

آج ہے ہندوستان میں جتنی آزادی کی لہر — اس میں پنہاں عزمِ محمودؔ حسن کی رُوح ہے
خُون سے اپنے ولی اللہ نے سینچا جسے — ہر گل ایثار زمین اس چمن کی رُوح ہے

حضرت سیّد محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

جو مراحل علم کے طے کر چکی دین — ان کا آئینہ دماغ و قلب انور شاہ تھا
نبض فطرت کے تغیر پہ تھا اس کا دستِ فکر — حق پرست و حق شناس و مردِ حق آگاہ تھا

امامِ انقلاب حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ

کفر کے دامن میں پائی جس نے ایماں کی جھلک
آشکارا جس پہ علم و عشق کا عرفان تھا
حلقۂ محمود میں رمزِ ولی اللہ کو
جس نے سمجھا تھا یہی وہ پختہ دل انسان تھا

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ

ادب ہو، زندگی ہو یا عمل ہو
تیرے فکر و عمل کی سیرگاہیں
مجسم بن گئی ہیں درحقیقت
مشیئت کے تقاضوں کی نگاہیں

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

زندگی کٹتی ہے جس کی مثلِ دورِ اولیں
رات مصروفِ عبادت دن ہے مصروفِ جہاد
سر سے پا تک پیکر افسانۂ اسلاف ہے
اہلِ حق کرتے ہیں اس کی زندگی پر اعتماد

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ مرحوم

ہے دین و حکمت کی منزلوں میں مقام معراج و فکر حاصل
عمل سراپا فقیہہ بھی ہے مفکر بے مثال بھی ہے
نظر ہے مستقبل جہاں پر خدا کے فضل و کرم سے جسکی
نقوش ماضی کی روشنی میں دماغ دانائے حال بھی ہے

حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمہ اللہ

الفاظ کے رنگیں اشارات میں جس کے
ہیں قلب مجاہد کے نہاں لاکھ شرارے
عالم بھی، سپاہی بھی، بہادر بھی، جری بھی
تفسیر میں ایماں کے بہتے ہوئے دھارے

مجاہدِ ملت مولانا محمد علی صاحب جوہر مرحوم

تمام عمر رہا بے خود شراب حیات
ہجوم رنج و الم سے کبھی ملول نہ تھا
ہو رہے بیتِ مقدس میں دفن بعد فنا
غلام ملک میں مدفن اسے قبول نہ تھا

ڈاکٹر انصاری مرحوم

جس کا سینہ فکر شیخ الہندؒ کا روح الامیں
حریت آموز جس کا جذبۂ بیباک ہے
ہاتھ میں جس کے مسیحائی کا پنہاں راز تھا
"جامعہ" کی گود میں وہ سپرد خاک ہے

حکیم اجمل خان مرحوم

دورِ ماضی میں سپہر آزادی، تھے بہادر زعیم اجمل خاں
عزم و ایثار کا یہ افسانہ، یادگار حکیم اجمل خاں

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

یوں تو جادو گر مقرر بھی، مکمل عزم بھی
عشق کی تفسیر کامل کے سوا کچھ بھی نہیں
میری نظروں میں اگر مجھ سے کبھی پوچھے کوئی
درد سے لبریز اک کے سوا کچھ بھی نہیں

خان عبدالغفار خاں صاحب

جلو میں ہے کارواں ہمت، قدم قدم پر ہے ساتھ قدرت
تلاش میں انقلاب کی ہے، رواں دواں عزم غیر فانی
نہ شور و غوغا نہ آہ و بیہوں مگر یہ ترتیب ساز و ساماں
خموش راہوں پہ چل رہی ہے عمل کی خموش زندگانی

حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

جہاد اور آزادی کا یہ بالغ نظر مخلص
مصنف بھی، مفکر بھی، جواں دل راہنما بھی ہے
محبت ہی محبت ہے کوئی ہو دوست یا دشمن
وفا کی گود میں پل بنانا آشنا بھی ہے

چودھری افضل حق مرحوم

حیات افضل کو پڑھ کے انور یہ راز سمجھا دماغ میرا
زعیم فطرت شکار بھی تھا ادیب جادو نگار بھی تھا
دل و جگر کی حرارتوں میں حرارت قلب زندگی تھی
فقیر اعلیٰ وقار بھی تھا، غریب کا غمگسار بھی تھا

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ

وہ جوانی ہو یا بڑھاپا ہو، آپ اپنی مثال ہیں دونوں
علم و حکمت برائے آزادی ان کی پابند حال ہیں دونوں

مولانا غلام غوث ہزارویؒ

ہے جنکی آرزو باغ وطن ہو غلامی کے خس و خاشاک سے پاک
بلا خوف و خطر اظہار حق میں زباں بیباک ہے دل بھی بیباک

مولانا گل شیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

نہ کیوں احرار کو ہو ناز اس پر ملی جسکو حیات جاودانی
شہید راہِ حق گل شیر مرحوم، شہید کربلا کا نقش ثانی

حافظ علی بہادر خاں مرحوم

ہے گرم سعی و عمل حریت کے میداں میں رموزِ دیں کا شناسا علی بہادر خاں
دلیل فطرت احرار زندگی جس کی وہ ہے عمل کا تقاضا علی بہادر خاں

مولانا محمد علی جالندھری مرحوم

پروردہ داماں اکابر ہیں نگاہیں
دل علم کا گنجینہ انوار ہے گویا
آزادی کامل کے لیے رزم عمل میں
اخلاص کی چلتی ہوئی تلوار ہے گویا

ماسٹر تاج الدّین انصاری مرحوم

تاج احرار سرفروشی زعیم ناز ہے اس پہ زندگانی کو
چند لفظوں میں کہہ گزرتا ہے زندگی کی بڑی کہانی کو

شیخ حسام الدّین بی۔اے

شیر دل نوجوان، شجاع و جری، روح ایثار حلقہ احرار
گرم جوشِ جہاد آزادی سر سے پا تک تمام تر ایثار

شہید الٰہی بخش چنیوٹی مرحوم

فطرت نے عطا کی ہے جسے مستی جاوید
مے خانہ صہبائے شہادت کے سبو سے
احرار کے جذبات کی تعمیر مکمل
کشمیر میں لاریب ہوئی اسکے لہو سے

غازی منّے خاں لکھنوی

جس کے بچپن سے بڑھاپے تک وطن کیواسطے
قید میں کاٹے ہیں اکثر زلیست کے لیل و نہار
سو رہا ہے گو زمیں لکھنؤ کی گود میں
روح کی بیداریاں بھر وطن میں بیقرار

سردار محمّد شفیع

سن کے آہنگ سازِ آزادی، ہمہ تن فکر و گوش رہتا ہے
جوش کی آخری منازل میں قوم کا اس کو ہوش رہتا ہے

مخدوم شاہ بنوری

خموشی میں گفتارِ ہمّت کا پیکر عمل تیز کرتا ہے کہ بولتا ہے
بخاری کے حسن و نظر کا ہے شاہین فضائے شجاعت میں پر تولتا ہے

حکیم عبدالسّلام ہزاروی مرحوم

ہنگامہ آزادی اسلام وطن میں احرار کی افواج کا پُرعزم سپاہی
حاجت نہیں میرے لیے کچھ شرح بیان کی، ہے اس کا عمل اسکی شجاعت کی گواہی

مولانا عبدالرحمٰن میانوی

اسلام کا تصوّر ہستی ہے اصل عشق، آزادی وطن کا تخیّل ہے ثانوی
اس راز کو سمجھ گئے ہیں احرار میں شریک، شکر خدائے پاک رفیق میانوی

شورش کاشمیری مرحوم

تباہیوں کا وطن کی خاطر جو دیکھنا ہو مرقع
کتاب احرار پڑھ کے دیکھو ملے گا شورش کی زندگی میں
ادب، تواضع جہاد، اخلاص، عزم، ہمّت مکمل غیرت
بھرے ہیں قدرت نے حسن کتنے تخیلات مکرر آدمی میں

جانباز مرزا امرتسری

طفلی سے جوانی تک جھیلے ہیں ستم لاکھوں
پھر بھی تیرے سینہ میں بجلی سی مچلتی ہے
جانباز کے شعروں میں یہ روح نظر آئی
جو دل پہ گزرتی ہے اشعار میں ڈھلتی ہے

○

نمازِ باجماعت کی فضیلت

خدیجہ قادری، ایبٹ آباد

"اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ہ" (پ۱ ع۵)

ترجمہ: نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

پورے آداب کے ساتھ نماز ادا کرنے کو "اقامتِ صلوٰۃ" کہتے ہیں۔ اس آیت میں نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ نماز کی تاکید اور فضیلت میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کو کامل بنانے میں جماعت ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم نے کبھی جماعت کو ترک نہیں کیا۔ آخری بیماری میں بھی دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپؐ کی وہ حالت میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ آپ کے مبارک قدم زمین پر گھسٹتے جاتے تھے یعنی اتنی طاقت نہ تھی کہ زمین سے پاؤں اٹھا سکیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "خوشخبری ہو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت کے دن ان کے لیے کامل روشنی ہو گی۔"

جو شخص جتنی دُور سے چل کر مسجد آئے گا اسے اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اور جو وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔

سوائے شرعی عذر کے جماعت چھوڑی نہیں جاسکتی۔ آپؐ کا ارشاد ہے: "لوگوں کو چاہیئے کہ نماز چھوڑنے سے باز آئیں، ورنہ میں ان کے گھروں میں آگ لگا دوں گا۔"

حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک جس طرح نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح اس کو جماعت کے ساتھ پڑھنا ایک مستقل فرض ہے۔ گویا نماز باجماعت کا چھوڑنے والا فرضِ عین کا چھوڑنے والا ہے۔ لیکن دوسرے اماموں کے نزدیک جماعت کا درجہ واجب کا ہے اور اس کا تارک گنہگار ہے۔ ایک حدیث میں ہے:

" صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ الْفذِ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً " (متفق علیہ)

ترجمہ: جماعت کی نماز تنہا نماز سے ۲۷ درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

ابن ام مکتومؓ نابینا صحابی نے آپؐ سے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت چاہی تو آپؐ نے پوچھا کیا آپ حَیَّ علی الصلوٰۃ (اذان) سنتے ہیں۔ اُنھوں نے ہاں میں جواب دیا تو آپؐ نے فرمایا کہ پھر جماعت ہی کے ساتھ نماز پڑھیں۔

آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "جس نے عشار کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی وہ ایسا ہے جیسے اس کی تمام رات عبادت ۔۔ کٹی۔" (رواہ مسلم)

آپؐ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ منافقوں کے لیے صبح اور عشار کی نماز سے زیادہ کوئی نماز گراں نہیں۔ اور اگر انہیں اس کی جماعت کے ثواب کا علم ہوتا تو بھاگ کر آتے۔ (بخاری و مسلم)

نمازیں اجتماعی صورت میں ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل بھی ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے حالات بھی معلوم ہوتے ہیں۔

روزانہ پانچ نمازیں، جمعہ کی نماز عیدین کی نمازیں — ان سے مسلمانوں کے اجتماعی مسائل بھی حل ہوتے ہیں اور تعاون کا موقع بھی ملتا ہے۔

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

قرآن ایک نظر میں

از مولانا محمد میاں صدیقی
قیمت: ۷۰/- روپے
ملنے کا پتہ: مطبوعات حرمت بینک روڈ راولپنڈی صدر

"مطبوعاتِ حرمت" نامی ادارہ راولپنڈی میں تھوڑے عرصہ پہلے قائم ہوا لیکن اس نے بہت جلد ایک امتیازی مقام حاصل کر لیا۔ یہ سب ادارہ کے ڈائریکٹر جناب زاہد ملک اور ان کے رفقار کی شبانہ روز محنت اور سعی کا نتیجہ ہے۔

ادارہ نے جو کتابیں شائع کیں ان میں "مضامین قرآن" نامی دقیع کتاب کے بعد "قرآن ایک نظر میں" کا نمبر آتا ہے۔ یہ کتاب کاندھلہ ضلع مظفر نگر کے مردم خیز خطّہ کے ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ مولانا محمد میاں صدیقی کی محنتوں اور قرآن سے لگن کا ثمرہ ہے۔

قرآن کلام الٰہی ہے۔ جس ذات اقدس پر اس کا نزول ہوا اس نے دنیا کے عروج و زوال کا راز اسی کتاب سے بتلایا۔ اس لئے ملّتِ اسلامیہ کے لئے از بس ضروری ہے کہ وہ اس کتاب مقدس کو سمجھے اس کے مضامین سے واقف ہو۔ اور اس پر عمل کرے۔ تاکہ اسے فلاح دارین نصیب ہو۔

صدیقی صاحب نے ملّت کی رہنمائی کی غرض سے یہ کتاب لکھی ہے سوا چار سو صفحات ہیں کاغذ، کتابت، طباعت خوبصورت اور معیاری ہے۔

مؤلف نے کتاب کے دو حصّے کئے ہیں پہلے حصّہ میں قرآنِ عزیز کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ہر سورۃ کا پہلے اس طرح مختصر تعارف کرایا ہے کہ ضروری معلومات سلیقہ سے جمع کر دی ہیں۔ اس کے بعد ہر ہر رکوع کا الگ الگ تعارف ہے اور اس کے مضامین سے آگاہی کرائی گئی ہے۔

دوسرے حصہ میں پہلی اور آخری وحی، قرآن کریم کے نام، اس کی منازل، پارے، سورتیں وغیرہ، سجدہ ہائے قرآنی، اقسام آیات، حروف، ہجا، اعراب، مدت نزول قرآن، قرآن کے کاتب اور بعض اہم احکام قرآنی نیز تراجم قرآنی پر گفتگو ہے اس میں دنیا کی مشہور اور اہم زبانوں میں قرآنی تراجم کی تفاصیل بیان کی گئی ہیں

صدیقی صاحب کی محنت قابل داد ہے وہ اور ادارہ مطبوعاتِ حرمت مستحق تبریک ہیں یقین ہے کہ امّت مسلمہ اس تحفہ علمی کی قدر کرے گی ——— ہم کتاب کے مطالعہ کی زبردست سفارش کرتے ہیں۔

البیرونی اور جغرافیہ عالم

از مولانا ابوالکلام آزاد
قیمت -/۱۸ روپے
ناشر: ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان ۱۰۰۸۶ — الحیدری کراچی ۳۳

"کتاب الہند والے" البیرونی" مسلمان قوم کی علمی خدمات کے حوالہ سے ایک ایسا نام ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔

سائنسی علوم میں بغیر کسی شک و ارتیاب ٹھوس طریق سے اپنے عقائد و خیالات کا اظہار کرنا

انجمن کے شب و روز

- ہمیں زندگی کے ہر عمل میں اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا چاہیئے (مولانا محمد اجمل قادری)
- دورۂ تفسیر کیلئے داخلہ ۲۲ رجب سے شروع ہوگا

۱۵ اپریل بروز جمعرات بعد از نماز مغرب حضرت اقدس دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کرائی اور نماز کے بعد دُور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کے مسائل سُنے اور ان کی تسلّی وتشفی فرمائی۔

اسی روز صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب سالار بھٹیاں ضلع شیخوپورہ تشریف لے گئے وہاں بعد نماز مغرب مجلس ذکر منعقد ہوئی اور رات بعد نماز عشا ایک جلسۂ عام سے خطاب بھی فرمایا۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس محنت اور لگن سے دینِ مبین کے لیے خدمات سرانجام دیں اس کے پاکیزہ اثرات ابھی تک پنجاب کے دور دراز علاقوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ حضرت لاہوریؒ کی وفاتِ حسرت آیات کے بعد جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے والد گرامی کے کام کو نہ صرف سنبھالا بلکہ سنبھالنے کا حق ادا کر دیا۔ لیکن بدقسمتی سے حضرتِ اقدس کی صحت پچھلے کچھ سالوں سے سفر کی متحمل نہیں رہی اس لیے بیرونی دوروں پر آپ صاحبزادہ مولانا میاں محمد اجمل قادری صاحب تشریف لے

جاتے ہیں۔ جب سے حضرت اقدس نے میاں صاحب کو اجازت مرحمت فرمائی ہے میاں صاحب پوری ذمہ داری اور تندہی سے اپنے فرائض کی بجا آوری میں مصروف کار ہیں اللہ ان کی صلاحیتوں کو جلا بخشے اور ہمیشہ اس خانوادے سے اپنے دینِ مبین کا کام لیتا رہے (آمین)

سالار بھٹیاں ضلع شیخوپورہ کا ایک اہم قصبہ ہے اس میں حضرت لاہوریؒ سے تعلق رکھنے والے حضرات خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی آمد کی خبر سن کر لوگ دُور دراز سے تشریف لائے اور مجلسِ ذکر میں شرکت کی۔ میاں صاحب نے مجلسِ ذکر سے خطاب بھی کیا اور لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ ہمیں اپنی زندگی کے ہر عمل میں اسوۂ حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا ہے۔

۱۶ اپریل بروز جمعۃ المبارک حضرتِ اقدس نے حسب معمول نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا یاد رہے کہ حضرت اقدس کا خطبہ جمعہ ہر ہفتے باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے اسی دن شام کو جناب میاں محمد اجمل قادری صاحب کوٹ عبدالمالک تشریف لے گئے اور جناب حاجی بشیر احمد صاحب کی بھتیجی کی تقریب نسبت منگنی میں شرکت فرمائی حاجی بشیر احمد صاحب حضرتِ اقدس کے پُرانے تعلق دار اور خادم خاص ہیں انہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی ہے۔ حضرت اقدس سے انہیں عشق کی حد تک تعلّق ہے۔ وہ حضرت لاہوریؒ کے دَور سے یہاں شیرانوالہ میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی خدمات کا بہتر صلہ اور دینُ دنیا کی کامرانیاں نصیب فرمائے۔ میاں محمد اجمل قادری صاحب نے اس تقریب سعید سے بڑا پر مغز خطاب فرمایا۔ آپ نے لوگوں کو توجہ دلائی کہ ہمیں

بقیہ: شب و روز

والد گرامی کے نقش قدم پر چل کر تمام قومی اور خاندانی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھانے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین۔

اسی روز بعد از نماز مغرب مولانا محمد اجمل قادری صاحب نے جامع مسجد گرین ٹاؤن بلاک نمبر ۵ لاہور میں مجلسِ ذکر منعقد کرائی اور بعد از نماز عشا ایک جلسہ عام سے خطاب فرمایا۔ اس جلسہ سے مولانا امداد الحسن نعمانی، حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی نے بھی خطاب فرمایا۔

ادھر مدرسہ قاسم العلوم میں دورۂ تفسیر کے لیے داخلے کی تیاریاں جاری ہیں اس کے لیے حضرت العلامہ پروفیسر نورالحسن صاحب، حضرت علامہ عبدالستار صاحب تونسوی، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب اشعرؔ، حضرت مولانا حمیدالرحمٰن صاحب عباسی کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ دورۂ تفسیر کے لیے داخلہ ۲۲ رجب سے شروع ہو رہا ہے۔

فارغ التحصیل علماء، لاگریجوایٹس، اور قاضی کلاس سے فارغ طلباء کو داخلہ دیا جائے گا۔ داخلہ لینے والے ہر طالب علم کو انجمن خدام الدین کی طرف سے تین صد روپے ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔ حضرت مخدوم العلماء امام العصر، جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب دامت برکاتہم بھی جدید علوم پر اس کلاس میں خصوصی لیکچر فرمایا کریں گے۔

حکومت الٰہیہ یعنی خلافت

میاں ریاض الحق فاروق جیسے بیدار مغز، باصلاحیت نوجوان عالم دین کا یہ مقالہ سنی پبلی کیشنز چوک سنت نگر لاہور نے شائع کیا ہے۔ مقالہ کا موضوع نام سے ظاہر ہے آج کے دَور میں جب کہ قوم اسلامی طریق انتخاب اور نظام حکومت (؟) کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ یہ رسالہ اچھا رہنما ثابت ہوگا۔ ایک روپیہ کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب کریں بلکہ اہلِ خیر کو چاہیئے کہ زیادہ تعداد میں نسخے حاصل کر کے اس کی تقسیم کا اہتمام کریں۔

مہک

ملک کی معروف درس گاہ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ کا مجلّہ ہمارے پیشِ نظر ہے۔۔۔۔ تعلیمی درسگاہوں میں مجلّات کی روایت اچھی بات ہے۔ اس سے دوسری باتوں کے علاوہ طلبہ کی تربیت کا اچھا سامان فراہم ہوتا ہے اور باصلاحیت طلبہ کی قلمی تخلیقات محفوظ ہو کر ان کی حوصلہ افزائی کا سبب بنتی ہیں۔ اس مجلّہ میں مختلف النوع عنوانات پر اچھے مضامین موجود ہیں۔ ہم مجلّہ کے نگران اساتذہ اور اس میں کام کرنے والے عزیز طلبہ کو مبارک باد کہتے ہیں۔

البیرونیؒ کی وہ صفت ہے جس میں گویا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس نادرۂ روزگار شخصیت کی علمی خدمات سے دنیا کو متعارف کرانے کا سہرا امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد کے سر ہے جو خود ایک عبقری اور نابغہ انسان تھے۔ ابوالکلام کی مختلف علوم و فنون پہ گہری نظر تھی۔ رسوخ فی العلم انہیں حاصل تھا اور جس طرف ان کا قلم چلتا بس چلا ہی جاتا۔۔۔۔

ابوالکلام کی یہ علمی کاوش دہلی میں مخطوطہ کی شکل میں موجود تھی۔ جناب مسیح الدین نے اسے ایڈٹ کیا اور ہندوستان کے قدیم علمی ادارہ جامعہ ملیہ نے شائع کیا۔ یہاں اس کی اشاعت کا سہرا ادارہ تصنیف و تحقیق کے سر ہے۔ مخطوطہ سے متعلق جناب مسیح الدین کا تعارفی مضمون شامل ہے جبکہ جامعہ ملیہ کے پرووائس چانسلر پروفیسر ضیاء الحسن کا مضمون "ابوریحان البیرونی" البیرونی کی شخصیت کا عکاس ہے۔ اور پاکستانی نسخہ میں ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے "ابوالکلام" کی علمی خدمات پر مفصّل مقالہ لکھ کر اپنے اتھارٹی ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔۔۔۔ اس تحفۂ علم کو حاصل کریں اور اپنے اسلاف کی علمی خدمات سے واقف ہو کر مستقبل میں کچھ کر گزرنے کی سوچیں۔

زندگی کے ہر کام میں سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے رکھنا چاہیئے انہوں نے فرمایا کہ آج مسلمان نے دین کو اپنی مرضی اور منشا کے مطابق ڈھال لیا ہے حالانکہ ہمیں خود کو دینِ اسلام اور منشائے خداوندی کے مطابق ڈھالنا اور تابع کرنا چاہیئے تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ دین ہمیں خوشیاں منانے سے نہیں روکتا بلکہ صرف اتنی پابندی ضرور لگاتا ہے کہ ہم جو کچھ بھی کریں سنتِ نبوی کے مطابق کریں۔ میاں صاحب نے آخر میں جانبین کی بہتری کے لیے دعا فرمائی۔

۲۰ راپریل بروز منگل صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب شکر گڑھ تشریف لے گئے۔ وہاں جامع مسجد مکی میں بعد از نماز مغرب مجلس ذکر منعقد کرائی اور اجتماع سے بڑا پُر اثر خطاب فرمایا آپ نے "تلاشِ شیخ اور بیعت" کے موضوع پر خیالات کا اظہار فرماتے ہُوئے کہا کہ اگرچہ بیعت کرنا نہ فرض ہے نہ واجب ہے لیکن موجودہ بے راہ روی کے دور میں ایک مرشد کامل کے بغیر انسان سیدھے راستے پر نہیں چل سکتا۔ آپ نے لوگوں کو تلقین فرمائی کہ اپنے پیر و مرشد سے تعلق کو مضبوط بنائیں اور دین پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنے مرشد کے کہنے پر عمل کریں۔ تقریر کے بعد مولانا ڈاکٹر عبدالرحیم کے گھر کھانے میں شرکت فرمائی اور رات واپس لاہور تشریف لے آئے۔

۲۱ راپریل بروز بدھ نظام العلماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک اہم اجلاس مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ درخواستی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی زیر صدارت صبح ساڑھے دس بجے منعقد ہُوا اجلاس تقریباً چھ گھنٹے تک جاری رہا۔ اجلاس میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب، حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں، حضرت مولانا عبدالکریم صاحب بیر شریف، حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو اور شوریٰ کے دوسرے معزز اراکین نے شرکت فرمائی حضرت اقدس دامت برکاتہم تمام وقت اجلاس میں موجود رہے۔ اور کارروائی میں بھرپور حصّہ لیا۔

۲۲ راپریل بروز جمعرات تین بجے سہ پہر مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ میں حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ناظم عمومی نظام العلماء پاکستان نے ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نظام العلماء پاکستان کی مجلس شوریٰ کے فیصلوں کا اعلان فرمایا۔ یہ فیصلے اخبارات کے علاوہ ہفت روزہ ترجمانِ اسلام میں شائع ہو چکے ہیں۔ اسی روز حضرت مولانا خان محمد صاحب سجادہ نشین کندیاں شریف نے گوجرانوالہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام قائم ہونیوالے دار العلوم کا سنگ بنیاد رکھا۔ دار العلوم کے افتتاح کی تقریب میں حضرت مولانا محمد اجمل قادری دامت برکاتہم نے بھی شرکت فرمائی۔ اسی روز بعد نماز مغرب حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم العالیہ نے حسب معمول جامع مسجد شیرانوالہ میں مجلس ذکر منعقد کروائی اور دور دراز سے آئے ہُوئے احباب کی مشکلات سن کر مناسب ہدایات دیں۔

۲۳ راپریل بروز جمعۃ المبارک: حضرت الامیر مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی دامت برکاتہم العالیہ نے جامع مسجد شیرانوالہ میں نماز جمعہ پڑھائی۔ آپ نے نماز جمعہ سے پہلے بڑا رقت آمیز خطاب کیا۔ آپ نے سیرت مقدسہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی لوگ دور دراز سے تشریف لائے تھے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں ایک تعزیتی جلسہ عام منعقد ہُوا۔ یہ جلسہ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب اور جناب عبدالحمید بٹ صاحب کی تعزیت کے سلسلہ میں تھا۔ بٹ صاحب کے صاحبزادے جناب طارق حمید بٹ صاحب نے جلسہ کی صدارت کی اور حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے بطور مہمان خصوصی جلسہ میں شرکت فرمائی۔ آخر میں حضرت درخواستی صاحب دامت برکاتہم نے مرحومین کے لیے دعائے مغفرت فرمائی اور اپنے دستِ مبارک سے جناب طارق حمید بٹ صاحب کی دستار بندی کرائی اللہ تعالیٰ بٹ صاحب مرحوم و مغفور کے اکلوتے فرزند ارجمند کو اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے اور اپنے عالم تربیت

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

المنہاج

ترجمہ وتشریح ——— زاہد الراشدی

اور شاعر نے کہا ہے

"کیا تو نہیں دیکھتا شب و روز ہمیں کیسے آزماتے ہیں۔

اور ہم مخفی اور اعلانیہ کھیل میں مصروف ہیں۔

ہرگز دنیا اور اس کی نعمتوں کی طرف مائل نہ ہو۔

کیونکہ دنیا کے مقامات اصل وطن نہیں ہیں۔

اور مرنے سے پہلے اپنے نفس کے لئے عمل کرلے۔

پس تجھے بھائیوں اور دوستوں کی کثرت دھوکہ میں نہ ڈال دے۔

اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ جب کسی کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے دین میں سمجھ دیتے ہیں، دنیا سے اسے بے رغبت کر دیتے ہیں اور اسے اپنے گناہوں پر نظر رکھنے کی توفیق دیتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ واصحابہ وسلم سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ (۱) خوشبو (۲) نیک عورتیں اور (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ آپؐ کے ساتھ صحابہ کرامؓ بیٹھے تھے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ نے سچ کہا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ (۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی زیارت (۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے مال کو خرچ کرنا۔ اور (۳) یہ کہ میری بیٹی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ابوبکرؓ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں (۱) نیکی کا حکم دینا (۲) برائی سے منع کرنا اور (۳) پرانے کپڑے پہننا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا۔ عمرؓ آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں (۱) بھوکوں کو کھلانا (۲) ننگوں کو لباس پہنانا اور (۳) قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا۔ عثمانؓ! آپ نے سچ فرمایا اور مجھے بھی دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں (۱) مہمان کی خدمت (۲) موسم گرما میں روزے رکھنا اور (۳) تلوار کے ساتھ جہاد کرنا۔

یہ بات چل رہی تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور کہا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کی باتیں سن کر بھیجا ہے اور یا رسول اللہ آپ کو حکم دیا ہے کہ آپ مجھ سے اس امر کے بارے میں سوال کریں کہ اگر میں دنیا والوں میں سے ہوتا تو کیا پسند کرتا؟ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کہ اگر آپ دنیا والوں میں سے ہوتے تو کیا پسند کرتے؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا (۱) گم کردہ راہ لوگوں کی راہ نمائی کرنا (۲) عبادت گذار غریبوں کی غمخواری کرنا اور (۳) تنگ دست اہل و عیال والوں کی مدد کرنا۔

اور حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ عزّ و جل بھی اپنے بندوں سے تین چیزیں پسند کرتا ہے (۱) طاقت کے مطابق خرچ کرنا (۲) [illegible] کے وقت [illegible] اور (۳) [illegible] کے وقت صبر کرنا۔

ٹیلی فون نمبر ۶۴۹۸۴ | ہفت روزہ خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۴۰۲

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱- لاہور رجسٹرڈ بذریعہ چٹھی نمبر ۱۶۲۲۱۶ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۹۵۶ء ۲- پشاور رجسٹرڈ بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C-۲۳/۲۲۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳- کوئٹہ رجسٹرڈ بذریعہ چٹھی نمبری ۳/۱/۲۰۶۷-D.D.۹ ۲۴ اگست ۱۹۵۸ء (۴) راولپنڈی رجسٹرڈ بذریعہ میمو نمبر ۶.۰.۲/۴۰/۱۵۲۱۰ مورخہ ۳ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء

حسب روایت ولی اللّٰہی طریق پر

دورۂ تفسیر قرآن

اساتذہ کرام

- شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی
- مناظرِ اسلام حضرت مولانا علامہ عبدالستار صاحب تونسوی
- پروفیسر علامہ نورالحسن خاں صاحب
- حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحب
- حضرت مولانا حمید الرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم

انٹرویوز! ۲۱ اور ۲۲ رجب المرجب ۱۴۰۲ھ کو صبح دس بجے مدرسہ قاسم العلوم کی شاہ ولی اللہ لائبریری میں علامہ نورالحسن خاں اور مولانا محمد اجمل قادری لیں گے۔

ناظم انجمن خدام الدین لاہور • فون: ۶۴۹۸۴